

ہیاد  
شیخ الحدیث  
مولانا عبدالحق بنوری

مولانا سمیع الحق

نورِ ہستی

مولانا راشد الحق سمیع

نورِ اقلی



دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک علمی و دینی مجلہ

# الحق

ماہنامہ

616 / ربیع الاول ۱۴۳۸ھ دسمبر ۲۰۱۶ء



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا

اے بی سی آڈٹ پیور و سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

# الحق

اکوڑہ خٹک

نگران

مدیر اعلیٰ

مدیر

جلد نمبر.....52

شمارہ نمبر.....03

ربیع الاول.....۱۴۳۸ھ

دسمبر.....2016

حافظ راشد الحق سیح خٹانی

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

حضرت مولانا سیح الحق صاحب مدظلہ

## اس شمارے کے مضامین

- نقش آواز: سرزمین شام میں آگ اور خون کا کھیل - غیارہ حادثہ: عالمی مبلغ غلہ بریس کے مسافر
- جنید جمشید کی المناک جدائی.....مولانا راشد الحق سیح ۲
- مدارس ویڈیو اور پاکستانی معاشرے کیلئے بڑھتے خطرات.....حضرت مولانا سلیم اللہ خان ۵
- حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم آمد اور خطاب.....صاحبزادہ اسامہ سیح ۱۲
- عہد طالب علمی میں مولانا سیح الحق مدظلہ کے علمی مقدمات.....مولانا حافظ عرفان الحق خٹانی ۲۵
- بدقالی ایک شرکیہ فعل.....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۳۵
- خوفزدہ نیویارک.....جناب اوریا مقبول چان ۳۹
- امریکی پتھر اکھنچ پوگرام یا نوجوان نسل کی تباہی.....مفتی ذاکر حسن نعمانی ۴۱
- حلب کے سقوط پر عالم اسلام کا سکوت.....محترمہ عامرہ احسان ۴۷
- دینی علوم کی تدوین و اشاعت ڈیجیٹلائزیشن کی تحریک: مکتبہ جبریل.....مولانا محمد یاسر نعمانی ۵۱
- انکار و تاثرات عام مدیر.....(خدمت قرآن ٹرسٹ، قاری محمد شاہ، جناب اشرف علی مروت).....ادارہ ۶۲
- دارالعلوم کے شب و روز.....مولانا حامد الحق خٹانی ۶۳
- تعارف و تبصرہ کتب.....ادارہ ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم خٹانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (شعبہ پختونخوا) پاکستان۔

ای میل: Email: editor\_alhaq@yahoo.com

فون نمبر: +92 923 -630435

فکس نمبر: +92 923 -630922

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

facebook/Alhaq Akora Khattak

فیس بک ایڈریس: سالانہ بدلہ اشتراک اندرون ملک فی پرچہ - 30/ روپے سالانہ - 350/ روپے بیرون ملک \$35 امریکی ڈالر

بائشر: مولانا سمیع الحق 'مہتمم جامعہ دارالعلوم خٹانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کیپوزنگ:

بائبر حقیق:

## سرزمین شام اور حلب میں آگ اور خون کا کھیل اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!

سرزمینِ انبیاء شام کے قدیم علمی فکری، ثقافتی اور تاریخی شہر حلب پر بزورِ طاقت قبضہ اور تسلط جمانے کے لئے نام نہاد شامی فاشٹ حکومت اور اس کے فرقہ پرست اتحادی ممالک اور دشمن افواج نے جس بہیمانہ انداز میں کاروائیاں کی ہیں اور خصوصاً حلب کے شہریوں کے ساتھ جو مظالم برتے ہیں، اس کی مثال گزشتہ دو صدیوں میں نہیں ملتی۔ اس پر ہر صاحبِ دل اور ہر شعورِ مسلمان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے تمام انسانیت نواز طبقات کو بھی خون کے آنسو رلانے پر مجبور کر دیا ہے۔ روایات میں ملک شام کے بارہ میں آیا ہے کہ سرزمینِ حشر یعنی قیامت کا میدان شام ہوگا۔ چنانچہ درندہ صفت صدرِ بشار الاسد نے عملاً ہمارے سامنے اپنے معصوم شہریوں پر وقت سے پہلے قیامت ڈھادی ہے اور اپنے اکثریتی بیگناہ نستی شہریوں کا ”حشر نشر“ کر دیا ہے۔

روسی فضائیہ نے آسمان سے بارش کی طرح (بمیں اور میزائلوں کی صورت میں) اہل حلب پر مہینوں موت برساتی اور زمین پر درندہ صفت فوجیوں نے گھروں میں گھس کر بے گناہ ہزاروں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا، عورتوں اور بوڑھی خواتین یہاں تک کہ دس سالہ بچیوں کی بھی رداء عصمت تار تار کی۔ اہل حلب بچارے تو پہلے ہی داعش وغیرہ کے ہاتھوں پر غلام بنے ہوئے تھے اور بدترین مظالم کا شکار تھے، اوپر سے حلب کے سقوط کے بعد رہی سہی کسریاں انی افواج نے پوری کر دی۔ مساجد کو جلایا گیا اور دینی مدارس و مساجد میں ڈانس اور انکی بے حرمتی کر کے باقاعدہ ویڈیو جاری کر کے ”اتحاد بین المسلمین“ کا عملی مظاہرہ اہل حلب اور اہل شام کے ساتھ کیا گیا۔ اس سے قبل خالد بن ولیدؓ کے جائے دفن تاریخی شہر حمص کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی تھی۔

شام گزشتہ چھ سال سے آگ و خون کے آتش فشاں میں جل رہا ہے اور پورا عالم اسلام بشمول عالم عرب کے یہ سب کچھ ڈھٹائی کے ساتھ صم بکم بنادیکھ رہا ہے لیکن ان کے تنِ مردہ میں کوئی غیرت اور حمیت کی چمک داری نہیں اُٹھتی۔ دوسری جانب مسلک کی بنیاد پر عراق، ایران اور لبنان کی حکومتیں شام کی شیعہ کمیونسٹ حکومت کو بچانے کے لئے پوری ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں اور انہیں ان چنگیزی مظالم پر

کوئی شرم اور کوئی افسوس نہیں ہو رہا اور وہ دیگر سنی ممالک کو بھی کھلم کھلا چیلنج کر رہے ہیں۔

انسانی حقوق کی تنظیمیں بار بار چلا رہی ہیں کہ لبنان کی شیعہ ملیشیا حزب اللہ ایران اور شامی فوج مل کر حلب کے بے گناہ، نہتے معصوم شہریوں کے اجتماعی قتل عام اور نسل کشی میں مصروف عمل ہے، شامی اپوزیشن کی نمائندہ عسکری تنظیم جیش الحر کے قانونی مشیر اُسامہ ابو زید نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ حلب کے شہریوں کو اسدی فوج کی دہشت گردی سے تحفظ دلانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ مسلمان تو کیا خود اقوام متحدہ کے مندوب برائے انسانی حقوق نے حلب میں جنگی جرائم کے ارتکاب پر شام اور روس کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا، برطانوی اخبار ’دی گارڈین‘ نے حلب کو دنیا کا سب سے بڑا اجتماعی قبرستان قرار دیا۔ حلب میں انسان نما وحشی درندوں کے ہاتھوں انسانیت کا بے رحمانہ اور ظالمانہ شکار جاری ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی تمام برسرِ اقتدار قیادت خاموش اور محوِ تماشا بنی ہوئی ہے اور مسلسل مغرب کی طرف سے کسی فیصلے کے منتظر ہیں، حالانکہ مغرب کی پالیسی ابتداء سے یہی رہی ہے کہ شام کی جنگ کبھی ختم نہ ہو، بحران اور المیہ برقرار رہے اور شام کے زخموں سے چور بدن سے فلسطین اور کشمیر کی طرح مستقل لہو رستا رہے، مغرب کی اس منافقانہ پالیسی اور درپردہ اس خونریز کارروائیوں کو سپورٹ کرنے کی وجہ سے اب تک تیس لاکھ سے زائد شامی باشندے اندرون و بیرون ملک در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں جبکہ لاکھوں لوگ بے گناہ مارے گئے ہیں۔ اب یہ وقت کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام کی سیاسی، مذہبی اور عسکری قیادت متفق اور متحد ہو کر خوابِ خرگوش سے جاگیں اور ان معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں پر ترس کھا کر ٹھوس اور جراتمندانہ موقف اختیار کریں ورنہ خدا نخواستہ یہ آگ دن بدن بھٹکتی جائے گی اور دیگر مسلمان ممالک کو بھی اپنی پلیٹ میں لے سکتی ہے۔

بدقسمت شام میں عرب و عجم کی روایتی لڑائی بھی ہو رہی ہے اور امریکہ و روس بھی پرانی دشمنی کی رنجش اور مفادات کا ”کھیل“ کھیل رہے ہیں، رہی سہی کسر داعش کے انتہا پسندوں نے پوری کردی اور اہل شام کی پر امن سیاسی جدوجہد اور چالیس سالہ مسلط بشار الاسد (و حافظ الاسد) کے خلاف جاری مزاحمت کو اپنی کارروائیوں کے ذریعے بُری طرح کس کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر اہل حلب کے معصوم شہریوں کے قتل عام کی ویڈیوز اور تصاویر دیکھنے کیلئے فولا دکا دل اور پتھر کی آنکھیں چاہئیں۔ اعصاب شکن اور خونچکاں مناظر نے اسرائیلی مظالم کو مات دے دی ہے۔ (۱۹۹۷ء میں راقم نے دمشق میں چند دن بتائے تھے اور تاریخی شہر حلب میں بھی دوراتیں گزاریں تھیں، عظیم تاریخی اور گنجان آباد شہر کی موجودہ تصاویر دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ وہیں اقتدار کی خاطر اپنے ہی حکمران کے ہاتھوں سارا ملک اور خصوصاً حلب کو کھنڈر بنا دیا گیا) فیا للعجب

## طیارہ حادثہ: عالمی مبلغ خلد بریں کے مسافر جنید جمشید کی المناک جدائی

سال 2016 جاتے جاتے ایک زخم اور دے گیا، پاکستان مسلسل آزمائشوں اور تکالیف سے گزر رہا ہے، خصوصاً دسمبر کا مہینہ جاتے جاتے ایک بار پھر پورے پاکستانیوں کو سوگوار کر گیا، حترال سے اسلام آباد جانے والی پٹی آئی اے کی پرواز نے حویلیاں کے مقام پر ایک اور ڈکھوں کی داستان رقم کر دی۔ جس میں ۴ افراد شہید ہوئے، خواتین اور بچے، جوان، سرکاری و غیر سرکاری سب چل بے۔ یقیناً سب شہادت کی مرتبے پر فائز ہوئے، مگر تبلیغ کے سلسلے میں حترال جانے والے مبلغ جنید جمشید جیسی ہر دلعزیز شخصیت نے صرف پاکستانیوں کو نہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنے چاہنے والوں کو اکیلا چھوڑ دیا اور یوں اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صحابی نعت خواں حسان بن ثابتؓ کی طرح عشق رسول میں فناء خوان نبوت، عاشق زار جنید جمشید بھی دید کا ”بھکاری بن کے“ اپنے رب کی چوکھٹ اور اپنے محبوب کے دربار میں سرخرو ہو کر پہنچ گئے۔ جنید جمشید مرحوم ملی نغمہ ”دل پاکستان“ اور موسیقی سے شہرت پانے والے اور شہرت و جوانی کے عروج میں حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کی صحبتوں سے فیضیاب ہو کر جلد ہی اللہ کی معرفت کا راز پا گئے۔ بے شمار حمدیہ، نعتیہ، البم ریلیز کیے، کبھی میرا دل بدل دے، تو کبھی الٹی تیری چوکھٹ پہ اور کبھی فرشتویہ دے دو پیغام ان کو..... اکثر گنگناہٹ کی صورت میں زبان پر رہتے۔

ان کا نماز جنازہ کراچی کے ایک بڑے اسٹیڈیم میں مولانا طارق جمیل کی امامت میں ادا کیا گیا، بعد ازاں مرحوم کا جسدِ خاکی تدفین کے لئے مشہور دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی لے جایا گیا اور لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں انہیں ۱۵ دسمبر ۲۰۱۶ء کو سپردِ خاک کیا گیا۔ ان کے جنازہ میں ہزاروں انسانوں کی والہانہ آمد اور بے تابانہ عقیدت و شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرحوم کی زندگی اور موت دونوں عند اللہ مقبول ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

طیارہ فضا میں بلند ہوا تو وہ نعت جو آپ ہمیشہ پڑھتے رہے، اس نعت کے مصداق ان کا نصیب بھی بلندی پہ آ گیا، ہمیں یقین ہے کہ فرشتوں نے آقا کریم کو خادم سعید کے آنے کا پیغام ضرور دیا ہوگا اور میرے آقا نے آگے بڑھ کے اپنے مبلغ، ثناء خوانِ مدینہ اور اپنے عاشق حقیقی کا استقبال کیا ہوگا۔

سوئے جنت چلا ہے وہ نغمہ سرا  
رب کے دربار میں رب کا پیارا بندہ  
تو شہیدوں میں شہیل ہوا مرہا  
باغِ جنت میں ہوگا حیرا آشیان

اے ہلہل خوش نوا الوداع الوداع  
لے کے نذرانہ نعت و حمد و ثناء  
موت بھی خوب پائی تجلکم خدا  
رب نے تجھ کو کیا رتبہ ارفع عطا

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ

## مدارس دینیہ اور پاکستانی معاشرے کیلئے بڑھتے خطرات پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی رپورٹ ۲۰۱۶ء کا ایک جائزہ

ایک چشم کشا رپورٹ جس میں اصلاح کا لہا دہ اوڑھے ہوئے  
مصلحین کے نقاب سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

۲۰۰۱ء میں نائن الیون کے بعد امریکا عالم اسلام پر ایک بھرے ہوئے رچکھ کی طرح حملہ آور ہوا۔ اس نے یکے بعد دیگرے مسلم خطوں میں بالواسطہ اور بلاواسطہ حملوں کا آغاز کیا۔ افغانستان، عراق، لیبیا اور شام وغیرہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ یہ عسکری حملے تھے اور ان کی وجہ سے عالم اسلام کا بہت بڑا خطہ متاثر ہوا۔ ایک طرف تو یہ ہوا؛ دوسری طرف امریکی پالیسی سازوں نے پاکستان جیسے ملکوں کے لیے بھی منصوبہ تیار کیا۔ اس پلان کا مرکزی نکتہ مسلم دانش وروں، مذہبی رہنماؤں اور مسلم معاشروں کے دل و دماغ کی تبدیلی کا کام تھا۔ اس نے براہ راست لیکن ذرا محتاط انداز میں مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں نقب لگانے کے لیے ”انٹرفیجھ ڈائلاگ“ (مکالمہ بین اہل مذاہب) کا آغاز کیا۔ ”ہیومن رائٹس“ (انسانی حقوق) کو میٹھی گولی میں سمو کر پیش کیا۔ عدم تشدد، برداشت، رواداری، آزادی، مساوات اور ترقی جیسے بظاہر بے ضرر نظریات کو باقاعدہ ایک ”نصاب“ کے طور پر متعارف کرایا۔ پاکستانی جامعات میں مخصوص موضوعات پر پی ایچ ڈی مقالات لکھوائے گئے۔ پاکستان سے مرحلہ وار دانش وروں، اسکالروں، مذہبی رہنماؤں کو امریکا، جرمنی اور ناروے بلا کر کانفرنسیں منعقد کی گئیں، ان کانفرنسوں کا مقصد غیر محسوس طریقے سے اسلامی نظریات والے اذہان، مزاج اور سوچ کی تبدیلی تھی؛ نیز اس ذریعے سے اپنے مطلب کے افراد کی تلاش بھی تھی جو ان کے عزائم کی تکمیل میں معاون ثابت ہو سکیں۔

اس کے بعد اگلے مرحلے میں بیرونی امداد سے قائم ہونے والی این جی اوز پاکستان وارد ہوئیں۔ یہاں انہوں نے مقامی ایجنٹوں، افراد کے ذریعے اسکولوں اور دینی مدارس کے ماحول، نصاب اور نظام تعلیم پر کام شروع کیا۔ اپنے ایجنٹ افراد کے ذریعے ایسی ورک شاپس منعقد کی گئیں جہاں اسلامی عقائد و نظریات پر شکوک و شبہات اور دینی مسلمات پر سوالات اٹھائے گئے، پاکستان کے آئین میں موجود اسلامی شقوں کو ایک تسلسل سے ہدف تنقید بنایا گیا، یوں پوری اسلامی عقائد و اقدار پر شک و شبہ کی گرد بٹھانے کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔

گزشتہ پندرہ برس کے دوران این جی اوز کی یہ محنت کس مرحلے تک پہنچ چکی ہے، اس کا اندازہ امریکا کے ”کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی“ کے تعاون سے ”پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسلام آباد“ کی حال ہی میں جاری کردہ رپورٹ برائے سال ۲۰۱۶ء سے ہوتا ہے، جس کا عنوان ہے:

#### TEACHING INTOLERANCE IN PAKISTAN

### ”پاکستان میں عدم برداشت کی تدلیس“

”پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن“ کی جاری کردہ رپورٹ [www.uscirlf.gov](http://www.uscirlf.gov) پر انگریزی متن اور غیر معیاری اردو ترجمے کے ساتھ دستیاب ہے۔ پوری رپورٹ چشم کشا ہے اور اس کے مندرجات کا جائزہ لینے کے لیے الگ سے مضمون کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ میں سرکاری نصاب تعلیم میں پائے جانے والے عدم برداشت پر مبنی اسباق کا صوبے وار جائزہ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں اپنی سفارشات اور تجاویز مرتب کر کے پیش کی گئی ہیں۔ اس رپورٹ کا دیباچہ پڑھے جانے کے لائق ہے۔ دیباچے کے مطابق:

.....۱ ”پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن“ (PEF) پاکستان میں قائم ایک غیر سرکاری تنظیم ہے۔

.....۲ اس کے مقاصد میں: (الف) ”امن“ اور ”رواداری“ کو فروغ دینے کے لیے سول سوسائٹی کی صلاحیت کی تعمیر، مذہبی رہنماؤں کو ”بااختیار“ بنانا۔ (ب) پُر تشدد انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا۔ (ج) مذہب کے نامناسب استعمال سے حاصل ہونے والے عدم برداشت اور تشدد کی روک تھام وغیرہ شامل ہے۔

”پی ای ایف“ کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ فاؤنڈیشن نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اب تک گیارہ ہزار (11,000) مذہبی رہنماؤں کو اپنے پروگرام میں شامل کیا اور انہیں تربیت دی ہے، ان

رہنماؤں میں مدارس کے اساتذہ، علماء، مساجد کے ائمہ اور ایسے مذہبی افراد شامل ہیں جو معاشرے پر کسی بھی انداز میں اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ”پی ای ایف“ کی ورک شاپ کے فارغ التحصیل افراد نے اپنے علاقوں میں ”انتہا پسند روایات“ کو پھیلنے سے روکنے، ”امن“ اور ”رواداری“ کی تفسیر کے مختلف پروگرام تیار کرنے، ”تعلیمی“ اقدامات بذمہ داری کی کھل کاری میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

”پی ای ایف“ رپورٹ کے مطابق مذہبی رہنماؤں کے بے مثال تعاون کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے اسٹریٹجک اور جدید پروگراموں کی پاکستانی معاشرے کی ہر سطح پر پذیرائی ہوئی۔ بیس ایڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ان فارغ التحصیل مذہبی رہنماؤں کے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے، پاکستان کے مدارس اپنے نصاب کو بذمہ داری، اپنے طالب علموں کو تفسیر امن کی تدریس دینے، تنقیدی سوچ اور رواداری کی تعلیم دینے اور منظم طریقے سے اپنے اداروں اور تدریسی طریقوں کو ”جدید“ کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔

”پی ای ایف“ کی رپورٹ نہایت فخر سے بتاتی ہے کہ ”بیس ایڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن“ کا پروگرام سب سے زیادہ قدامت پسند اور مشکل ترین رسائی والے دینی مدارس میں معیار، پہنچ، اثر اور پائیداری میں نئے معیار قائم کر رہا ہے۔

ہمیں اس رپورٹ کے ان مندرجات سے انکار کی گنجائش اس لیے نہیں ہے کہ گزشتہ پندرہ برس کے دوران ایسے مذہبی افراد اور ادارے (بلا تفریق مسلک) ہمارے مشاہدے میں رہے ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے اداروں کو مذکورہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ پرانی بات نہیں تھوڑا عرصہ قبل جنوبی پنجاب کے ایک دینی ادارے میں جرمنی کی ایک (بظاہر) غیر سرکاری تنظیم کے اشتراک سے ورک شاپ منعقد کی گئی؛ جس میں مدرسہ کے ذہین طلبہ کو شامل کیا گیا اور ان کے سامنے جس قسم کے مباحث رکھے گئے ان کا خلاصہ مغربی نظریات کی پذیرائی، پاکستان کے آئین میں شامل قادیانیوں، اقلیتوں سے متعلق قوانین کے خاتمے اور دینی مدارس میں جدیدیت کے نفوذ کے لیے ذہن سازی کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس سے اعزازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ غیر سرکاری تنظیمیں کس حد تک ہمارے اداروں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھا چکی ہیں اور کس تیز رفتاری کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے گامزن ہیں۔

یہ رپورٹ جس کا عنوان ”پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس“ ہے، بجائے خود عدم برداشت، دینی مسلمات اور اسلام سے شدید نفرت اور نفی خیالات سے عبارت ہے۔ ”پی ای ایف“ کی رپورٹ نظریہ



پاکستان، مسلمانوں کے جداگانہ تشخص، ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی اور یہودیوں کے الگ قوم ہونے کو منفي اور دقیا نوسی تصورات قرار دیتی ہے۔ یہ صرف ایک مقام پر نہیں بلکہ رپورٹ کے مختلف مقامات پر متعدد بار اپنے تجزیلات کے علی الرغم نظریات کو منفي اور دقیا نوسی قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کے تیار کرنے والے افراد کو اعتراض ہے کہ سرکاری نصاب تعلیم میں:

- (۱) نظریہ پاکستان کیوں پڑھایا جاتا ہے؟ (ص: ۶، ۱۸)
- (۲) نصاب میں اسلام کو پاکستان کی کلیدی خصوصیت اور پاکستانی شناخت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ص: ۷)
- (۳) پبلک اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتب میں صرف اسلام کو ہی واحد، جائز اور منطقی مذہب کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (ص: ۵)
- (۴) اسکول کے بچوں کو یہ کیوں پڑھایا جاتا ہے کہ ”اسلامی مذہب، ثقافت اور سماجی نظام غیر مسلموں سے مختلف ہیں۔“ (ص: ۱۰)
- (۵) اس بات پر شدید قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ غازی علم دین شہید کا تذکرہ نصابی کتب میں کیوں موجود ہے؟ (ص: ۳۰)
- (۶) رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کا تذکرہ طالب علموں کو تشدد پر ابھارتا ہے۔ (دیکھیے عنوان ”جنگ اور تشدد کی سرائش“ ص: ۷)
- (۷) یہ رپورٹ اس بات پر بھی اپنی تنقید کا اظہار کرتی ہے کہ نصابی کتابوں میں عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ (ص: ۵)
- (۸) ”پی ای ایف“ کی رپورٹ میں اس بات پر بھی شدید اعتراض کیا گیا ہے کہ انگریز کے برصغیر پر تسلط، عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی سرگرمیوں کو نصابی کتب میں منفي طور پر کیوں پیش کیا گیا ہے۔ (ص: ۸، ۳۲)
- (۹) رپورٹ میں جگہ جگہ بھارت کی نہ صرف بے جا حمایت کی گئی ہے بلکہ بھارت کے متعلق پاکستان کے دیرینہ موقف کو تعصب اور جہالت پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے ص: ۵، ۶، ۷، ۹، ۴۷)
- (۱۰) ”نصاب کی تیاری کے لیے تجاویز“ کے عنوان سے ”پی ای ایف“ نے جو ہدایات بعنوان ”تجاویز“ (ص: ۱۰) دی ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

- ☆.....تمام پاکستانیوں کو فراہم کی گئی مذہبی آزادی کی آئینی ضمانتیں درسی کتابوں میں ظاہر کرنی چاہئیں۔
- ☆.....طالب علموں کو ایسا مواد بالکل نہیں پڑھانا چاہیے جو کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر برتر ثابت کرے۔ (یعنی اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور قادیانیت پر فوقیت نہیں دی جانی چاہیے)
- ☆.....اسلام کا بطور واحد صحیح ایمان ہونے کو درسی کتابوں سے ختم کیا جانا چاہیے۔
- (یعنی خاتم بدہن اسلام واحد سچائی نہیں بلکہ دیگر مذاہب بھی حق ہیں، اس کا واضح مطلب ایمان سے محرومی ہے)

- ☆.....”منفی تخفین“ ختم ہونی چاہیے۔ (نہی عن المنکر کا خاتمہ)
- ☆.....پاکستان میں پر امن بنائے باہمی اور مذہبی تنوع کو حلیم کیا جانا چاہیے۔ (وحدت ادیان/اتقارب ادیان کا پرچار)
- ☆.....درسی کتب میں اقلیتی گروپوں کے نامور افراد کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہئیں۔ (ص: ۱۰)
- غرض پوری رپورٹ اس قسم کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ اب ہم چند محرومات اپنے الفاظ میں بیان کریں گے:

(الف) پی ای ایف رپورٹ میں نوٹ کرنے کی بات اس کا بے پاک اور دونوک لہجہ ہے۔ اس رپورٹ میں بہت سی باتیں گھسے طور پر کہہ دی گئی ہیں جو قبل ازیں الفاظ کے بیچ و خم میں چھپا کر کہی جاتی تھیں۔ پاکستان میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کا ایجنڈا یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور ان کے پیروکاروں میں کچھ اس طرح گڈنڈ اور تحلیل کر دیا جائے کہ حق اور باطل کا امتیاز ہی ختم ہو جائے۔

(ب) ”برداشت“ اور ”مساوات“ کا تقاضا ہے کہ پاکستانی معاشرہ اسلام کی حقانیت، برتری، واحد سچائی کے عقیدے سے دست بردار ہو جائے۔ اس بات کو حلیم کر لے کہ جس طرح اسلام ایک مذہب ہے اسی طرح عیسائیت، یہودیت، قادیانیت، ہندومت بھی مذاہب ہیں اور مذہب ہونے میں سب برابر ہیں۔ چنانچہ اہل اسلام اپنے ”حق“ پر قائم ہونے اور دیگر مذاہب کو ”باطل“ سمجھنا چھوڑ دیں..... بالفاظ دیگر اپنے علاوہ دوسرے اہل مذہب کو ”کافر“ نہ کہیں۔ دیگر مذاہب کی تعلیم، تبلیغ، تفہیم اور ترویج کا حق ویسا ہی خیال کریں جیسا اپنے تئیں باور کرتے ہیں۔

(ج) اس رپورٹ کے تیار کنندگان کے خیال میں دینی مسلمات کے حوالے سے عمومی طور پر

(ٹی وی چینلو، این جی اوز کی ورک شاپس اور انٹرفیچ ڈائلاگ کے ذریعے) اتنی گرد اڑائی چا چکی ہے کہ اب ان کیلئے یہ مطالبہ کرنا بہت آسان لگ رہا ہے کہ اسلام کے واحد ”الحق“ اور ”الدین“ ہونے کے تصور کو نصابی کتابوں سے نکال دیا جائے، مگر اس کے علی الرغم انہیں ہیومن رائٹس اور مذہبی آزادی کے حق کی آفاقیت پر بھی اصرار ہے۔

(د) حیرت، افسوس اور دکھ کی بات یہ ہے کہ اس قدر شرمناک عزائم رکھنے والی این جی او نہایت واشگاف الفاظ میں مذہبی شخصیات اور اداروں کے ”بے مثال تعاون“ کا اظہار کرنا بھی ضروری خیال کرتی ہے اور اسے اس بات پر فخر ہے کہ ”قد امت پسند“ اور ”مشکل ترین رسائی“ والے دینی مدارس میں بھی ان کا پیغام نہ صرف پہنچ رہا ہے بلکہ اثر پزیر بھی ہے۔ اس بات پر یقین کر لینے کی وجہ گزشتہ پندرہ برس کا مشاہدہ ہے۔ نامور مذہبی شخصیات کے جرمنی، ناورے، امریکا اور کینیڈا کے دورے، وہاں گھلے ماحول کی کانفرنسوں میں شرکت اور معذرت خواہانہ بیانات مذکورہ رپورٹ کے مشمولات کی تصدیق کرتے ہیں۔

حالیہ دور جو عالم اسلام کے لیے نہایت کٹھن دور ہے۔ ایک طرف عالم کفر کی عسکری یلغار ہے تو دوسری طرف فکر و نظر کی سطح پر غیر سرکاری تنظیمیں اپنے لاؤ لٹکر کے ساتھ حملہ آور ہیں، ان کی جرات یہاں تک بڑھ چکی ہے کہ وہ ایک مسلم مملکت کے کارپردازان اور پورے مسلم معاشرے کو ایمان و اسلام سے ہی دست بردار ہو جانے کی تجاویز دے رہی ہیں۔ آج اسلام اور جاہلیت جدیدہ میں ویسا ہی ٹکراؤ ہے جیسا دوسری صدی ہجری میں یونانی فلسفے اور اسلام میں ہوا تھا۔ اس عرصہء پیکار میں چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے ذہین افراد اسلام کی حقانیت، آفاقیت اور ”واحد حق“ ہونے کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کرتے اور جدید مغربی نظریات کے فلسفے کو لایعنی، ازکار رفتہ اور نامعقول ہونا بتلاتے، اپنے اکابر و اسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغرب کی تہذیبی، فکری اور نظریاتی یلغار کے سامنے ڈٹ جاتے ..... لہذا یہ ہوا کہ ہماری ہی صفوں کے بعض افراد دوسری طرف جا کھڑے ہوئے اور دانستہ و نادانستہ غیروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے، فبا اسفی علی ما فرطتم فی جنب اللہ!

رفتی بہ بزم غیر، کونامی تو رفت  
ناموس صد قبیلہ بہ یک خای تو رفت

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس تفصیل کے بعد مغرب پرست این جی اوز کی مدارس دشمنی سمجھ آ جانی چاہیے۔ اہل مغرب کے خیال میں ان کے شرمناک عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ دینی مدارس ہیں؛ اس لیے کہ علماء اور مدارس ہی اس امت کے دین و دنیا کے محافظ ہیں۔ جب تک حق گو علماء اور دینی مدارس موجود ہیں حفاظت دین کے فرائض انجام دیتے رہیں گے، یہی وجہ ہے کہ علماء و مدارس کو مختلف انداز میں ہدف بنایا جاتا ہے۔ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی، نظام تعلیم میں تبدیلی، مغرب کے جدید نامعقول نظریات اور مغربی اطوار کی مدارس میں ترویج، یکساں نصاب رائج کرنے کی خواہش، معاشرے میں مدارس کے کردار کو حد درجہ محدود کرنے کی منصوبہ بندی، مختلف حیلوں سے مدارس کو ہراساں اور تنگ کرنے کی روش، مدارس پر اقتصادی اور حکومتی بندشیں..... یہ سب اہل نظر سے چھپی ہوئی باتیں نہیں..... جس دن مدارس کے خلاف اہل مغرب کی یورش کامیاب ہوگئی پھر پاکستان کو ”اسپین“ بننے میں دیر نہیں لگے گی۔

یہ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ تمسک بالسنۃ، استقامت فی الدین کو اختیار کیا جائے، اپنے عقائد و نظریات، تشخص، انفرادیت اور اپنے اسلاف کے کردار و عمل پر غیر متزلزل یقین و اعتماد رکھتے ہوئے گرد و پیش پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ کسی بھی خیرہ کن نظریے کو محض اس وجہ سے قبول نہ کیا جائے کہ وہ چاندی کے ورق میں لپٹا ہوا ہے۔ حقیقت دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مغربی این جی اوز کے ساتھ عدم تعاون کا رویہ اپنایا جائے۔ اس ارشادِ بانی کو یاد رکھیے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا  
الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُم مِّنْ مُّؤْمِنِينَ ۝

ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ علماء امت اور داعیان دین اپنے اسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغربی نظریات اور مغربی تہذیب کی تنقید حاصل کر کے اس کے بطلان اور بے سند ہونے کو طلبہ کرام اور عوام کے سامنے خوب واضح کریں۔ نیز گزشتہ سطور میں ہم نے جو مندرجات پیش کیے ہیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے جمعہ کے خطابات میں عامۃ الناس کو آئندہ خطرات سے آگاہ فرمائیں و ما علینا الا البلاغ المبین۔

## پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد و ارشادات

۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرت پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز اور چاشمین شیخ طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے نماز ظہر سے قبل برادر م مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں حضرت مہتمم صاحب اور دیگر مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور کچھ دیر قیام فرمایا، بعد میں آپ نے زیر قیصر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ظہر کی امامت فرمائی۔ پھر دارالحدیث کے وسیع ہال میں برادر م مولانا حامد الحق صاحب نے ابتدائی تعارفی کلمات سے مجلس کا آغاز کیا، بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اسکے بعد حضرت مولانا نقشبندی صاحب نے طویل عالمانہ قاضیانہ خطاب و ارشادات سے طلباء و علماء اور دروازے سے تشریف لانے والے مہمانوں کو نوازا۔ حضرت کا یہ خطاب شیپ ریکارڈر کے ذریعہ ضبط کیا گیا اب قارئین الحق اور افاضہ عامہ کی خاطر الحق میں شامل دوسری قسط بھی نذر قارئین ہے۔۔۔۔۔۔ (ادارہ)

### امام شافعی رحمہ اللہ کو احادیث لکھنے کا شوق

فرماتے ہیں کہ پورے طلباء جو مجمع میں تھے وہ لکھ رہے تھے اور میں ان کے ساتھ ویسے ہی بیٹھ کر سن رہا تھا، میرے دل میں ایک تمنا پیدا ہوئی کہ میرے پاس کاغذ قلم ہوتا تو میں بھی کتابت کرتا اور طلباء کے ساتھ شریک ہوتا مگر میرے پاس تو کچھ نہیں تھا، اب میرے دل کی چاہت اتنی بڑھی کہ میں ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایک تنکا پڑا تھا تو میں نے تنکا اٹھا کر اپنی ہاتھ کے ہتھیلی کے اوپر لکھنا شروع کر دیا پھر میں اپنی ہونٹ کے ساتھ لگاتا اور نیت کرتا کہ میں قلم کو سیاہی میں ڈبو رہا ہوں اور اپنی ہتھیلی پر لکھ دیتا تھا۔

### امام شافعی رحمہ اللہ کا قوی حافظہ

جب میں اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا تو امام مالک رحمہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت جب آیا تو مجلس برخاست ہوئی اور طلباء وضو کرنے کیلئے چلے گئے، میں با وضو تھا، وہیں بیٹھا رہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے اشارے سے مجھے بلایا، میں ان کے پاس حاضر ہوا تو کہنے لگے اے طالب علم! تم ہاتھ کی

ہتھیلی پر کیا لکھ رہے تھے؟ مجھے دکھاؤ جب انہوں نے دیکھا کہ ہتھیلی پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا تھا، میں نے کہا حضرت! جو آپ بیان کر رہے تھے میں وہ لکھ رہا تھا، یہاں تو کچھ نہیں لکھا ہوا ہے اور یہ تو ادب کے خلاف ہے، آپ یہ کیا کام کر رہے تھے؟ اس وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں مسافر اور غریب طالب علم ہوں اور میرے پاس لکھنے کیلئے کچھ نہیں، کاغذ قلم نہیں اگر ہوتے تو میں اس کے اوپر لکھتا، میں نے ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایسا کیا ہے اور حقیقت میں آپ جو فرما رہے تھے اس کو تو میں اپنے دل میں لکھ رہا تھا جب میں نے یہ کہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا، اچھا میں نے اس مجلس میں جتنی احادیث بیان کی ہیں اگر ان میں سے تم آدمی روایت اور متن کے ساتھ مجھے سنا دو تو میں تمہیں جانو؟ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے آدمی احادیث سننے کی درخواست کی لیکن اس مجلس میں انہوں نے جتنی احادیث بیان کی تھی میں نے تمام احادیث کو متن اور سند کے ساتھ ان کے سامنے سنا دیا، یہ طالب علم تھے، جیسے اسٹیج ہوتا ہے نا! کہ پانی میں اسے ڈال دیں تو پانی کو چوس لیتا ہے ایسی ہی یہ طلباء تھے کہ اساتذہ کے مجلس میں بیٹھتے تھے اور استاد کے سبق کو اپنے دل میں بھریا کرتے تھے اتنی طلب ہوتی تھی ان کے اندر، بعض حضرات کہتے ہیں ہمیں بڑی مشقت کا سفر کرنا پڑا، خطیب تہریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کتابیں اپنے پیٹھ پر اٹھا کے پیدل سفر کرتا تھا اور پسینے کی وجہ سے وہ کتابیں بھی بھیک جاتی تھی اور دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ بارش کی وجہ سے بھیگی ہوئی ہے حالانکہ وہ میرے پسینے میں بھیگی ہوئی تھی اتنا پینا آتا تھا۔

### امام طبرانی اور حصول علم کی خاطر بے پناہ تکالیف کی برداشت

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کیلئے نکلا اور بیس سال میں نے اس طرح گزارے کہ میرے پاس بستر نہیں تھا، جب رات آتی مسجد کے اندر داخل ہوتا اور صف کے ایک کونے کے اوپر لیٹ جاتا یا کروٹ لیتا اور صف کے اندر لیٹ جاتا اور اسی طرح مجھ پر سردی کا موسم گزر جاتا تھا، بیس سال تک بستر پر لیٹنے کا موقع نہیں ملا، ان مشقتوں کے ساتھ انہوں نے علم حاصل کیا۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک فتویٰ جاری کیا جو حاکم وقت کو پسند نہ آیا اور اس کی پاداش میں اُسے جیل بھیج دیا، چار پانچ دن گزرے تو ایک دن حاکم وقت اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان طالب اس کے دربار میں داخل ہوا اور وہ نوجوان زار و قطار رورہا تھا، اس کی حالت دل کے آنسوؤں کو دیکھ کر ہر بندے کے دل میں ہمدردی پیدا ہو رہی تھی تو بادشاہ کے جو مظاہرین بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے حاکم کو کہا کہ یہ نوجوان جو فریاد لے کر آیا ہے برائے مہربانی آپ اس کی بات کو پورا کر لیں تو حاکم وقت نے اس نوجوان سے کہا روؤ

نہیں تم جو فریاد لے آ کر آئے ہو میں اسے پورا کروں گا تم کیا چاہتے ہو؟ طالب علم نے جواب دیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیں، کہا جیل بھیج دیں؟ جی میں یہ فریاد لے کر آیا ہوں اور اسلئے رو رہا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیجئے حاکم وقت حیران ہے پوچھ رہے ہیں جیل کیوں بھیج دیں آپ کو؟ آپ نے میرے استاد کو پانچ دن سے جیل بھیج دیا ہے، میرے سبق قضا ہو رہے ہیں، مجھے بھی جیل بھیج دیں میں جیل کی مشقتیں تو برداشت کر لوں گا لیکن اپنے استاد سے روزانہ سبق تو پڑھ لیا کروں گا نا! سبحان اللہ! تاریخ انسانیت میں طلب علم کی ایسی مثالیں دین اسلام کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔

امام محمدؒ سے علم حاصل کرنے والوں کے انوکھے واقعات

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ درس دیا کرتے تھے دوسری بستی کے لوگ آئے حضرت! ہمارے ہاں بھی درس دیجئے گا فرمایا کہ بھئی! اتنا ٹائم لگ جاتا ہے کہ میں پیدل وہاں جاؤں اور وہاں پہنچنے کے واپس آؤں تو پھر یہاں درس کا وقت ہو جاتا ہے تو میرا وقت آنے اور جانے (سفر) میں ہی گزر جائیگا، انہوں نے کہا حضرت! ہم آپ کے لئے چیز سواری کا بندوبست کر لیتے ہیں جب آپ یہاں درس دیں تو سواری پر بیٹھ کر ہمارے پاس آئیں اور بعتنا وقت پچتا ہے بس اتنا وقت درس دیکر پھر واپس آئے، یہاں کے پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی کوئی خلل واقع نہیں ہوگا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعوت کو قبول کر لیا اب وہ دو جگہ درس دینے لگا، اتنے میں ایک طالب علم ان کے پاس آیا حضرت! یہ فلاں کتاب آپ سے پڑھنی ہے امام محمد رحمۃ اللہ نے کہا کہ بھئی! دیکھئے کہ میں یہاں درس دیتا ہوں اور پھر وہاں جا کے درس دیتا ہوں اور اتنا میرے پاس وقت ہوتا ہے اور اس کے علاوہ تو وقت ہی نہیں ہوتا تو میں آپ کو نہیں پڑھا سکتا، طالب علم نے فرمایا حضرت! آپ کے پاس وقت ہے آپ ارادہ فرمائیں میں آپ سے پڑھوں گا، امام محمد رحمۃ اللہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا بات کر دی پوچھا بھئی! کیا وقت ہے؟ حضرت! جب آپ اس جگہ درس دیکر سواری پر سوار ہو جاتے ہیں آپ سواری پر سوار ہو کر اور میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا، اس وقت آپ تقریر کر لیا کریں میں آپ سے کتاب پڑھ لوں گا، سبحان اللہ! طلب علم کی یہ مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی، ایک طالب علم کہتا ہے کہ میرا استاد جب سواری پر جا رہا ہو، میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا اور سبق بھی پڑھتا رہوں گا۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے حصول علم کا واقعہ

ان طلباء میں غریب لوگ بھی تھے اور امیروں کے بیٹے بھی تھے۔ امیروں کے بیٹوں میں سے

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سونے کا چھچھ منہ میں لیکر پیدا ہوئے، ابتدائی ایام اور زمانے میں بہت آزادی کی زندگی تھی، والدین دونوں نیک تھے، ان کیلئے دعائیں کرتے تھے مگر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ان کی باتیں نہیں سنتے تھے بلکہ ان کو اپنے دوستوں سے واسطہ تھا، ان ہی کی محفل میں رہتے تھے، دن رات ان ہی کے ساتھ وقت گزارتے تھے اور ماں باپ کا دل کھڑکتا تھا، مگر ماں باپ دعائیں دیتے تھے، طلباء حضرات یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ماں باپ کی دعائیں ہیں نا تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ خوش قسمت ہوتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے تو ماں باپ کی دعائیں رنگ لائیں اور ایک دن عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں علم حاصل کروں گا، انہوں نے اپنے والد سے کہا ابو جان! میں تجارت کرنا چاہتا ہوں والد نے ان کو تیس ہزار دینار دیئے، بیٹا! چاہو تجارت کرو جس کام میں لگے ہو اس سے تو بہتر ہے کہ تجارت کر کے حلال رزق کماؤ گے، یہ گئے اور انہوں نے تیس ہزار دینار مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرنے میں لگا دیئے واپس آئے تو والد صاحب نے پوچھا بیٹا! وعدہ کر کے گئے تھے کہ تجارت کرنے جا رہا ہوں کیا تجارت کی؟ ابا جان! میں نے وہ تجارت کی جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں یعنی آخرت کی تجارت کی ہے تیس ہزار دینار پر، والد نے میں ہزار دینار اور دے دیئے، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار اساتذہ سے جا کر علم حاصل کر دیا یہ امیروں کے بیٹے تھے جو علم حاصل کرتے تھے۔

### ہارون الرشید کے بیٹے کی حصول علم کی خاطر قربانی

ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا جس کا واقعہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے وہ بھی محل میں رہتا تھا لیکن ضعف کی زندگی گزارتا تھا، ایک دن والد نے اس کو سمجھایا بیٹا! تمہاری وجہ سے لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ یہ کیا تم نے فقیر گھر میں پال رکھا ہے؟ اس کو اچھے کپڑے پہناؤ کہ تمہارا بچہ لگے تو بیٹے نے کہا کہ ابا جان! میری وجہ سے آپ کو ذلت اٹھانی پڑتی ہے تو میں یہاں سے جا رہا ہوں میں جا کر علم حاصل کروں گا، ہارون الرشید نے اپنی بیوی کو بتایا تو ماں نے اپنے بیٹے کو ایک قرآن پاک دیا اور کہا بیٹے! تم قرآن پاک پڑھو گے تو تمہیں اماں بھی یاد آئے گی اور اپنی ایک انگوٹھی بھی اتار کر دے دی اگر ضرورت پڑے تو اس کو بیچنا تمہارے لئے گزارے کا کچھ سرمایہ ہو جائے گا۔ یہ بچہ ان دو چیزوں کو لے کر گیا اور ایک جگہ جہاں علماء تھے ہستی میں، ایک مسجد کے اندر احکاف کی نیت سے رہنے لگا، جس دن چھٹی ہوتی تھی اس دن یہ مزدوری کرتا تھا اور مزدوری کے اتنے پیسے لیتا تھا جتنے میں اس کو سات روپیاں مل سکتے



چوبیس گھنٹے میں ایک روٹی سے گزارہ کیا کرتا تھا (یہ بادشاہ کا بیٹا تھا، شہزادہ ہے، شاہانہ زندگی کو چھوڑ کے اس نے فقیرانہ زندگی کو اختیار کیا علم کی طلب میں) اور باقی چھ دن اپنے استاد سے علم پڑھتا تھا۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی مزدوری کا انوکھا واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں مجھے مکان بنانا تھا میں اس جگہ گیا جہاں مزدور ملا کرتے تھے میں نے دیکھا ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، جب میں پہنچا تو اس نے تلاوت موقوف کی، سلام کا جواب دیا، پوچھا کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں مزدور لینے کیلئے آیا ہوں اس نے کہا میں بھی مزدوری کروں گا تو میں نے اس سے پوچھا آپ مزدوری کریں گے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (بلند: ۴) اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو مشقت اٹھانے کیلئے پیدا کیا، میں تو مزدوری کیلئے پیدا ہوا ہوں میں بھی مزدوری کروں گا وہ کہتے ہیں کہ میں اس نوجوان کو گھر لے کر آیا اس نے کہا میری دو شرطیں ہیں، ایک شرط یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہوگا میں اپنے وقت پر نماز پڑھوں گا، آپ نماز طویل پڑھنے میں یا مختصر پڑھنے میں کوئی بات نہیں کریں گے نماز کے بارے میں مجھے شک مت کرنا میں نے شرط قبول کر دی، اس نے کہا میری دوسری شرط یہ ہے کہ میں آپ سے اتنی مزدوری لوں گا (اور وہ مزدوری اتنی تھی) کہ جس سے سات روٹیاں آجاتی تھی نہ اس سے زیادہ لوں گا نہ اس کم، کم دیں گے تو بھی نہیں لوں گا کہ سات روٹیاں نہیں آتی، میرا دن کیسے گزرے گا، زیادہ دیں گے تو مجھے زیادہ کی بھی ضرورت نہیں وہ بھی نہیں لوں گا۔ کہنے لگا اس کی دو شرطیں تھی میں نے وہ قبول کر لی، جب شام کو میں نے دیکھا تو عام مزدور جتنا مکان بنانا تھا اس مزدور نے اس سے گنتی دیوار تعمیر کر دی، میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس مستری سے اپنا مکان بناؤں گا، جب اگلے دن وہاں پہنچا تو دوسرے مزدور تھے وہ وہاں نہیں تھا میں نے پوچھا فلاں مزدور کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہفتہ میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے باقی دنوں میں وہ جا کے علم پڑھتا ہے وہ اصل میں طالب علم ہے اور اپنے کھانے کے بندوبست کیلئے بوجھ بٹھا چھٹی کے دن مزدوری کرتا ہے، میں نے نیت کر لی کہ میں صرف چھٹی کے دن اسی سے کام کراؤں گا، میرا مکان یہی طالب علم بنائے گا، اگلے چھٹی کے دن میں گیا تو پھر وہ طالب مجھے مل گیا میں اسے گھر لے آیا، اب میں چھپ کے دیکھتا تھا کہ اس نے ڈبل تعمیر کیسے کر لی ہے اس دیوار کی؟ وہ کہتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کہ اللہ نے اس کے ہاتھ میں عجیب برکت ڈالی تھی وہ اینٹ اٹھاتا تھا اپنی جگہ رکھتا تھا تو اینٹ ایگزیکٹ اپنی جگہ پر جاتی تھی عام مستریوں کی طرح اس کو سیدھا ہی کرنا نہ پڑتا تھا، وقت ضائع نہیں ہوتا تھا وہ اینٹ اٹھا کے رکھتا جاتا تھا اور دیوار تعمیر ہوتی جاتی تھی تو میں نے دل میں سوچا کہ اس نیک بندے کیساتھ اللہ کی مدد ہے، چلیں میں اسی

سے مکان بناؤں گا۔

## ہارون الرشید کے بیٹے کی موت کا واقعہ

جب میں اگلے ہفتہ گیا اسے لینے، تو وہ پھر نہیں تھا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آج وہ کیوں نہیں ہے آج تو ان کی مزدوری کا دن ہے؟ کہنے لگے وہ بیمار تھا اور اسکو بخار تھا، فلاں مسجد میں وہ رہتا ہے آپ وہاں جائے وہاں وہ لیٹا ہوگا کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس نوجوان کی اتنی محبت تھی کہ میں مسجد چلا گیا میں نے دیکھا کہ پتھر کو اس نے تکیہ بنایا ہوا ہے اور صف کے اوپر لیٹا ہوا ہے میں جب ان کے قریب گیا تو اپنی آخری سانسوں پہ تھا آخری لمحات تھے، تو میں نے اس سے محبت کا اظہار کیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ میرا ایک کام کر دیں میں نے پوچھا کیا کام؟ کہنے لگے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ قرآن اور یہ انگوشی ہے یہ لے جانا اور ہارون الرشید کو دے دینا، جب اس نے بادشاہ کا نام لیا تو پھر مجھے خیال آیا کہ یہ بادشاہ کا ایک بیٹا ہے، جس کے بارے میں لوگ باتیں کرتے تھے کہ وہ پاگل ہو گیا، دنیا چھوڑ کر دین کی طرف چلا گیا، یہ وہی بچہ نہ ہو کہیں، خیر اتنے میں اس نے کلمہ پڑھا اور فوت ہو گیا، میں نے اس کو نہ ہلایا، غسل دیا، کفن پہنایا، دفن کر کے میں ہارون الرشید کے پاس چلا گیا کہ میں اس کو امانت پہنچا دوں لیکن جب میں شہر پہنچا تو ہارون الرشید کی سواری جاری تھی اور اس کے ارد گرد پولیس والے تھے ہر جگہ ہٹو بچو کے نعرے لگ رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور میں نے ہارون الرشید کو دور سے وہ انگوشی اور قرآن مجید دکھا دیا تو ہارون الرشید نے پہچان لیا کہ یہ وہی چیزیں ہیں جو میری بیوی نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اب یہ بندہ اسے لیکر آیا ہے تو مجھے لگتا ہے میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے تو اس نے پولیس والے کو اشارہ کیا کہ اس بندے کو محل میں لے آؤ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں محل میں داخل ہوا تو پولیس والے نے کہا کہ بادشاہ بڑا غمزہ ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ لمبی باتیں نہ کرنا اور بادشاہ کا غم نہ بڑھانا، کہتے ہیں جب میں بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو اس نے کہا! تو میرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا، میں نے بتایا ایک نوجوان تھا جس نے یہ امانت دی اور میں پہنچانے آیا ہوں تو بادشاہ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے، بادشاہ نے کہا وہ میرا بیٹا تھا اور اس نے اپنے آپ کو دین کی تعلیم کیلئے وقف کر دیا تھا اور کہنے لگا بیٹا! تو اپنے باپ سے زیادہ عقلمند نکلا تیرا باپ تو دنیا میں لگا رہا اور تو نے تھوڑی عمر میں آخرت کی تیاری کرنے اور اپنے اللہ کے پاس واپس جلدی چلا گیا تو بادشاہوں کے بیٹے بھی علم حاصل کرتے تھے۔

امام محمد کا حافظہ اور ان کے حصول علم کا واقعہ

ایک اور نواب کے بیٹے تھے انکا نام تھا محمد وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، پڑھنے کیلئے

آئے تھے، اتنے خوبصورت تھے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کے والد کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ اس بچے کو پڑھنے کے لئے جب بھیجتا ہے تو معمولی کپڑے پہنا کر بھیجیں، خوبصورت بچہ ہے اوپر سے اگر لباس بھی قیمتی ہوگا تو فتنہ کا خطرہ ہے اس لئے معمولی کپڑے پہنا کر بھیجاؤ تو باپ نے شرط مان لی، جب ایک دو دن بچے نے پڑھا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو محسوس ہوا کہ حافظ قرآن نہیں ہیں تو آپ نے اس سے کہا کہ بھائی! میرا شاگرد بننے کیلئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے یہ Free qualification ہے، مسئلے آپ پہلے حافظ قرآن بنو، پھر مجھ سے آکر علم پڑھو تو یہ نوجوان محمد وہاں سے چلا گیا کہ میں حافظ بن کر آتا ہوں ایک ہفتہ گزرا، واپس آیا امام صاحب مجھے کہ شاید یہ اپنے اساتذہ کو سلام کرنے آئے ہیں پوچھا محمد! کیسے آئے؟ حضرت امام محمدؒ نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا تھا حافظ بن کر آؤ میں نے ایک ہفتہ میں پورا قرآن یاد کر لیا، اللہ نے ذہن اتنی دی تھی، مان کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میرے استاد کے اندر تین خوبیاں تھیں، امام محمد رحمہ اللہ کا جسم ذرہ موٹا تھا تو فرماتے ہیں کہ میرے استاد جس جگہ بیٹھتے تھے تو جگہ کو بھر دیتے تھے، بندہ ان کی طرف دیکھتے تھے تو ان کی نگاہوں کو بھر دیتے تھے اور جو بندہ ان کی بات کو سنتا تھا تو اس کے دل کو علم کے نور سے بھر دیتے تھے، یہ نواب کا بیٹا تھا کراہے وقت کا امام محمد رحمہ اللہ علیہ بن گیا تھا۔

### حصول علم اور غریب طلبہ کی مشقتیں

اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو غریب لوگ تھے، چنانچہ تین طالب علم تھے ابن المقرئ ابو شیخ اور طبرانی، یہ تینوں مسجد نبویؐ میں حدیث پاک پڑھا کرتے تھے، طبرانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے پاس کھانا پینا ختم ہو گیا تو فاقے شروع ہو گئے، ہم پانی سے روزہ رکھتے اور پانی سے ہی روزہ افطار کرتے تھے، ایک دو دن ہم نے کچھ نہیں کھایا لیکن اتنی فقاہت ہو گئی کہ ہمارے لئے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا، ہم اٹھ کر بیٹھتے تھے تو بیٹھنا مشکل تھا، بھوک کی وجہ سے لیٹتے تھے ورنہ پیٹ میں تکلیف ہوتی تھی، میرے باقی دو دوستوں نے کہا کہ بھئی! ہم سے تو اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی ہم گھر جا رہے ہیں اور چلے گئے میں نے کہا نہیں میں ابھی کچھ دن اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہوں گا، استاد سے مزید پڑھوں گا جب اور دو دن گزرے تو بھوک اور زیادہ ہو گئی اور جسم کمزور اور ضعیف ہو گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ کا مولاجہ شریف کے سامنے دعا اور اس کی قبولیت

کہتے ہیں کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا طبرانی! تم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طالب علم ہو، پڑھتے ہو، تمہارے میزبان تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے تم کیوں نہیں جاتے اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی روداد اور عرض حال پیش کرتے، کہتے ہیں میں مولود شریف سلام کیلئے حاضر ہوا، سلام پڑھا دعا مانگی اور آخر میں، ہمیں نے صرف اتنا کہا کہ ہارسول اللہ الجوع صرف اتنے الفاظ تھے ہارسول اللہ الجوع اے اللہ کے رسول! میں بہت بھوکا ہوں کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر (جو حرمین شریفین کا دروازہ ہے) سے جیسے ہی باہر نکلا تو ایک عربی کھڑا ہوا اور وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہے طبرانی طبرانی! میں حیران ہوا کہ کوئی مجھے یہاں چانتا نہیں یہ مجھے کیسے نام سے پکار رہا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بھائی! آپ کس کا نام پکار رہے ہیں؟ میرا نام ہے طبرانی، اس نے کہا کہ یہ روٹیاں یہ سالن ہے یہ آپ کیلئے ہیں، میں نے کہا میرے لیے کیسے؟ کہنے لگے دو پہر کا وقت تھا میں قیلولہ کر رہا تھا سو یا ہوا تھا خواب میں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسجد کے پڑوسی ہو اور مسجد میں ایک طالب علم میرا مہمان ہے، بھوکا ہے جاؤ اس کو کھانا کھلاؤ میری آنکھ کھلی، میری بیوی نے سالن اس وقت چوہے سے نہیں اُتارا تھا تو میں نے سالن کی دیکچیاں بھی لے لی اور بیوی سے کہا اپنے لئے کھانے کا اور ہندو بست کر لو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو یہ کھانا کھلانے جا رہا ہوں آپ اعزاء لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو طلباء کے ساتھ کتنی محبت تھی اور واقعی طلباء نے بھی تاریخ بنادی طلب علم کی ایسی ایسی مثالیں ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

امام ابوعلیؒ کا واقعہ

امام ابوعلیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا تو میری قریب میں ایک نانہائی کی دوکان پر جا کر بیٹھ جاتا، روٹی پکتنے کی جو ہک اٹھتی تھی اس سے میں اپنے نفس کو تسلی دیتا تھا اور بھوک کے ساتھ اپنی کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا صرف خوشبو سونگھ کے اپنا وقت گزار لیتا تھا اور اپنی کتابیں پڑھتا تھا۔

امام احمدؒ سے حصول علم کی خاطر چین کے ایک نوجوان کا دردناک واقعہ

چنانچہ چین میں ایک جوان تھا، جس کی عمر تھی ۲۰ سال عزیز طلباء ۲۰۱ سال کی عمر تو جوانی کی دیوانگی کی عمر محسوس ہوتی ہے بچوں کو تو سورج طلوع ہونے کا اور غروب ہونے کا بھی کوئی احساس نہیں ہوتا وہ اپنی جوانی میں مست ہوتا ہے، اس کو دنیا کا پتہ ہی نہیں ہوتا اپنے کاموں میں گمن رہتا ہے، اپنی دنیا ہوتی ہے ان نوجوانوں کی لیکن ایک ۲۰ سال کا نوجوان تھا جس کا واقعہ سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ بغداد میں امام احمد بن حنبلؒ کوئی محدث ہیں تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں ان

سے جا کے حدیث پڑھوں گا، میں نے اپنا رخت سفر باندھا اور سفر کیلئے تیار ہو گیا اور درمیان میں سمندری سفر تھا وہ کہتے ہیں بڑی کشتی پر میں سوار ہوا لیکن سمندری سفر میں دوران سفر طوفان آ گیا، اب طوفان میں جھٹکتے تھے اور مجھے اُلٹی آئی، میں بیمار ہو گیا اس بیماری کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا، کچھ کھانی نہیں سکتا تھا، میں نے یہ ساری مشقت برداشت کی، میرے کپڑے بھی سب خراب ہو گئے اور راستے میں ملاح راستہ بھی بھول گیا تو ہمارا سفر جتنے دن کا تھا وہ اس سے زیادہ دنوں کا بن گیا ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ شاید مجھے زمین دوبارہ دیکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوگا، بڑی دعائیں مانگی، ایک وقت آیا اللہ نے مہربانی کی کشتی کنارے کے ساتھ جا کر گئی میں نے وہاں پوچھا کہ بغداد کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا اتنے سوکھو میٹر دور بغداد کا شہر ہے میں نے اپنے گٹھڑی اپنی سر پر رکھی اتنے سوکھو میٹر سفر پیدل طے کر کے میں بغداد پہنچا، کہتے ہیں جب میں نے بغداد شہر کی دور سے عمارت دیکھی، میں اتنا تھکا ہوا تھا کہ ایک درخت کے سائے میں گٹھڑی اتاری اور جیسے کوئی گر جاتا ہے میں اسی طرح ہو گیا گہری نیند سو گیا، جب اٹھا تو طبیعت تازہ تھی تو میں شہر کی طرف جانے لگا کہ راستے میں ایک بندہ ملا میں نے سلام کیا میں نے پوچھا بھائی! آپ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟ اس نے کہا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اتنا لمبا سفر کر کے مشقت اٹھا کے یہاں آیا ہوں ان سے سنتی پڑھنے کیلئے اس نے ٹھنڈی سانس لی! اے نوجوان! تیری مراد پوری نہیں ہوگی، حاکم وقت ان سے ناراض ہو کر ان کو گھر میں نظر بند کر دیا ہے، نہ وہ کسی بندے سے مل سکتے ہیں اور نہ کوئی بندہ ان سے ملنے گھر جاسکتا ہے تو تم ان سے علم حاصل نہیں کر سکتے، وہ نوجوان کہتا ہے کہ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری مگر میں نے ہمت نہیں ہاری میں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں میں ان کے شہر گیا اور ایک جگہ پر ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور اپنی گٹھڑی وہاں پر رکھی۔

یحییٰ بن معین کی درس میں شرکت

اگلا دن ہوا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھئی! یہاں درس حدیث کہیں تو ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ جامعہ میں عصر کے بعد ایک محدث ہیں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو امام جرح و تعدیل ہیں، اللہ نے ان کو اس علم میں بہت کمال عطا کیا ہوا تھا، وہ راویوں کو صحیح طرح Inalyze کیا کرتے تھے، اور ان کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے، کہنے لگے میں عصر کے بعد مسجد میں چلا گیا ہجوم بھی اتنا تھا کہ آنے جانے کا جگہ نہیں مل رہی تھی، میں بڑی مشکل سے ان سے تھوڑے قاصطے پر جا کر بیٹھ گیا، انہوں نے ایک حدیث کی تلاوت کی اور اس حدیث کی تشریح کی اور تشریح کے بعد وہ سوال جواب کرنے لگے لوگ ان سے مختلف

راویوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور وہ بتا رہے تھے کہ یہ راوی ثقافت میں سے ہے اور یہ راوی مجروح ہے کہتے ہیں، میں نے بھی سنا تو میں نے ان سے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا کہ حضرت! آپ مجھے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں بتائیں انہوں نے پوچھا وہ چادر والے ہشام میں نے کہا جی! تو کہنے لگے وہ اتنے متقی ہے اگر ان کی چادر کے نیچے تکبر بھی آجائے تو ان کی صفات میں کوئی فرق نہیں پڑتا ان سے عربی سیکھو کہنے لگے جب میں نے سن لیا تو میرے دل میں تار پیدا ہوا کہ میں ان سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھوں تو میں نے دوسرا سوال پوچھا کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جب میں نے یہ پوچھا تو میرے ساتھ والے جو لوگ تھے انہوں نے مجھے گھٹنے سے پکڑا کہ بیٹھ جاؤ (دلالتہ کہنہ) میں سوال پوچھ رہا تھا لوگ مجھے کہتے تھے بیٹھ جاؤ میں نے کہا مجھے ایک سوال اور پوچھنا ہے کہا کہ جناب! مجلس کا دستور یہ ہے کہ ایک بندہ ایک دن میں ایک سوال کر سکتا ہے اگر ایک ہی مجلس میں سارے سوال پوچھے تو باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے ایک سوال پوچھ لیا بیٹھ جاؤ کہتے ہیں کہ میں نے روتی شکل بنا کر ان سے کہا کہ میں مسافر ہوں مجھے اتنا پتہ نہیں اگر پتہ ہوتا تو اصل سوال پہلے پوچھتا، اب آپ مجھ پر احسان کریں مجھے اپنا اصل سوال کرنے دیں، لوگوں کو ترس آیا اور انہوں نے کہا اچھا پوچھو، تو میں نے ان سے پوچھا یعنی یحییٰ بن معینؒ سے کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ اندازہ لگائیں حاکم وقت ان کا دشمن اور ان کا مخالف ہے، اس نے ان کو گھر میں نظر بند کیا ہوا ہے وہ ان کا نام نہیں سننا چاہتا اور یہ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جب پوچھا تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکا دیا تھوڑی دیر بعد جب سر اٹھایا تو ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا امام احمد بن حنبل امام المسلمین ہیں۔

حصول علم کیلئے بھیک مانگنا

جب انہوں نے یہ کہا تو میرے دل میں شوق بڑھ گیا کہ میں نے ان سے علم حاصل کرنا ہے چاہے جو بھی ہو سمجھ نہیں آتی کہ علم حاصل کیسے کروں؟۔ کہنے لگے جب مجلس برخواست ہوئی تو میں نے ایک آدمی سے کہا مجھے امام احمد بن حنبلؒ کا گھر دکھا دو، اس نے کہا اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو تمہیں بھی سزا ملے گی اور مجھے بھی، میں یہ مصیبت سر پر کیوں لوں؟ پھر میں نے انکی منت سماجت کی کہ ہم دونوں چلتے ہوئے ان کے گھر کے سامنے سے گزریں گے آپ اشارے سے بتا دینا کہ یہ اس طرف ان کا گھر ہے، پھر میں جانو میرا کام جانے، آپ صرف اتنی مہربانی کریں، اس نے کہا یہ میں کروں گا، وہ مجھے لے گیا اور اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا دروازہ ہے میں نے راستہ یاد کر لیا، دروازہ یاد کر لیا اور اپنے

کمرے واپس آ گیا۔ کہنے لگے میں ساری رات سوچتا رہا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ پھر میرے ذہن میں ایک تجویز آئی کہ میں ایک بھکاری بنتا ہوں اور بھکاری بن کر ان کے دروازے پر صدا لگاتا ہوں اگر وہ دروازہ کھولتے ہیں تو میں ان سے عرض کروں گا کہ حضرت میں اسی طرح آپ کے دروازے پر بھکاری بن کر آتا رہوں گا، آپ مجھے ایک حدیث یا دو حدیث بتانا موقع مل سکے روزانہ۔ دبیچے میں آپ سے سن کے وہ حدیث یاد کر لیا کروں گا، اگلے دن میں نے اپنے گھٹنے کو ایک کپڑے سے باندھ دیا کہ دیکھنے والے کو محسوس ہو کہ یہ کوئی معذور آدمی ہے اور ایک لاشی ہاتھ میں لے لی اور ایک برتن بھی ہاتھ میں لے لیا جیسے فقیروں کے ساتھ ہوتا ہے اور میں باہر نکلا اور بازار میں بھیک مانگنا شروع کر دیا، اس دور کے جو فقیر ہوتے تھے وہ روٹی نہیں مانگتے تھے، پیسے نہیں مانگتے تھے صرف ہاتھ آگے بڑھا کر اتنا کہتے اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ اور ان الفاظ سے لوگ سمجھ لیتے تھے کہ یہ ضرورت مند ہے تو وہ مدد کر لیا کرتے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے کہا اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ لوگ میری طرف غور غور سے دیکھنے لگے کہ یہ ۲۰ سال کے نوجوان یہ تو بالکل صحت مند ہے، تروتازہ چہرہ ہے یہ کہاں سے فقیر آ گیا؟ اگر اس کو کوئی ضرورت ہے تو اس کو مزدوری کرنی چاہئے یہ کیوں مانگ رہا ہے وہ بڑی ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے رہتے۔ میں لوگوں کی نفرت بھری اور سوالیہ نگاہوں کو برداشت کرتا رہا، میں نے ذلت کو برداشت کیا صرف اس لئے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی درس تک رسائی

سارا دن بھیک مانگتے مانگتے جب عصر کا وقت آیا جس وقت لوگ اپنے گھر میں ہوتے ہیں چلن پھرن کم ہو جاتی ہے، میں اس وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر آ گیا اور میں نے اونچی آواز سے کہا اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ میری آواز میں اس قدر رسوخ تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جب سنی تو وہ پہچان گئے کہ یہ کوئی بڑے ضرورتمند ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ میں ایک سکہ تھا جو وہ فقیر کو دینا چاہتے تھے انہوں نے دروازہ کھول کر مجھے اشارہ کیا آؤ بھی! سکہ لے لو۔ انہوں نے اشارہ کیا تو میں نے کہا کہ حضرت! میں مال کا طالب نہیں ہوں، میں آپ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا میں نظر بند ہوں میں پڑھا نہیں سکتا آپ انہیں سکتے تو میں کیسے پڑھاؤں گا؟ میں نے کہا حضرت! پورے شہر میں بھیک مانگا کروں گا کہ لوگ مجھے بھکاری سمجھے میرے اوپر کوئی شک بھی نہیں کرے اور ایسے وقت میں آؤں گا کہ جب گلی میں کوئی نہ ہو اور آواز لگاؤں گا، آپ دروازہ کھول دینا اگر کوئی دیکھنے والا ہوگا تو ایک سکہ ڈال دیا کریں اور اگر کوئی دیکھنے

والا نہ ہو تو ایک دو حدیث پڑھا دیا کریں، میں روزانہ بس اسی طریقہ سے آپ سے سبق پڑھ لیا کرونگا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے لئے تیار ہو گئے، میں سارا دن بھیک مانگتے کے ضمن میں اپنے استاد سے حدیث کا علم پڑھا کرتا تھا، بیس سال کا نوجوان آپ اندازہ کیجئے کہ علم حاصل کرنے کے لئے طلباء نے کیا کیا مشقتیں برداشت کی ہیں، ذلت نفس کو بھی پسند کیا ہے مگر علم کی طلب کو نہیں چھوڑا چنانچہ پورا ایک سال یہ نوجوان امام احمد بن حنبل سے بھیک مانگتے مانگتے ایک یا دو حدیث پڑھتا رہا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس طالب علم کا اکرام

حتیٰ کہ وہ بادشاہ مر گیا اور اسکے بعد جو نیا بادشاہ بنا وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا، بادشاہ بنتے ہی اس نے امام صاحب کی نظر بندی ختم کر دی اور جامع مسجد کے اندر ان کا درس قرآن یا درس حدیث دوبارہ شروع کروادی، جب امام صاحب درس حدیث کے لئے تشریف لائے تو ان کے درس میں لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا، یہ کہتے ہیں کہ میں بھی یہاں گیا اور مجمع کی وجہ سے میں قریب نہیں جاسکتا تھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھے دور سے دیکھا تو مجمع کے لوگوں سے کہا کہ مجمع کے لوگو! اس نوجوان کو راستہ دیدو، علم کا حقیقی طالب تو تم میں یہ نوجوان ہے تو طلباء نے بھیک مانگ کے بھی علم حدیث حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو بھی علم کے نور سے بھر دیں اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ طلب علم کا یہ سچا جذبہ عطا فرمائیں۔

طالب علمی انتخاب الہی

اللہ رب العزت نے ہر انسان کے سامنے کچھ نہ کچھ رکھ دیا ہے کسی کے سامنے اللہ نے کپڑے کو رکھ دیا۔ وہ سارا دن کپڑے کو پھاڑتا ہے پھر کپڑے کو جوڑتا ہے لباس بناتا ہے، ہم اس کو ٹیلر کہتے ہیں درزی ہے اسی میں اس کی زندگی گزر رہی ہے کسی کے سامنے اللہ نے لکڑی کو رکھ دیا ہے لکڑی کو کاٹا ہے، لکڑی کو جوڑتا ہے، فرنیچر بناتا ہے، ہم اس کو کارپینٹر کہتے ہیں، ساری زندگی اسی کام میں گزر جاتی ہے، کسی کے سامنے اللہ نے اینٹ اور پتھر کو رکھ دیا ہے، وہ اینٹوں کو جوڑتا ہے، سارا دن مکان بناتا ہے، ہم اس کو مسن کہتے ہیں، اس کی زندگی اسی کام میں گزرتی ہے، کسی کے سامنے اللہ رب العزت نے لوہے کو رکھ دیا وہ لوہے کے پرزوں کو کھولتا ہے اور پرزوں کو واپس جوڑتا ہے ہم اس کو میکانک کہتے ہیں اس کی ساری زندگی لوہے کے پرزوں میں گزر جاتی ہے۔

قیامت کے روز طالب علم کی پیشگی کا تو شہ

عزیز طلباء! یہ کتنا اللہ کا احسان ہے کہ کسی کے سامنے اس نے لوہے کو رکھا، کسی کے سامنے پتھر



کورکھا، کسی کے سامنے کپڑے کورکھا، کسی کے سامنے لکڑی کورکھا آپ وہ خوش نصیب ہے کہ آپ کے جھولی میں اللہ نے اپنے قرآن اور نبی علیہ السلام کی فرمان کورکھ دیا، سبحان اللہ! اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، میرے بندو! میرے لئے دنیا سے کیا لیکر آئے ہو؟ ہم اللہ کی خدمت میں عرض کریں گے، اے اللہ! تیرے کعبے کو جبینوں کو بسایا ہم نے تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کر

اللہ! صبح ہوتی ہے نوجوان اپنی سائیکلوں پہ، موٹر سائیکلوں پہ، کاروں پہ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جاتے تھے سائنس کی علوم پڑھنے کے لئے مگر ہم وہ فقیر تھے مشکوٰۃ شریف اٹھاتے تھے بخاری شریف اٹھاتے، اور اس کو سینے سے لگا کے ہم مدرسوں میں جاتے تھے اور وہاں بیٹھ کے اللہ کا قرآن پڑھتے تھے نبی علیہ السلام کا فرمان پڑھا کرتے تھے سوچئے! اللہ رب العزت کو کتنی خوشی ہوگی جو میرے دین کے محافظ بنے اور انہوں نے پوری زندگی دین کی حفاظت میں کپادی، گوہارے پاس وہ عمل تو نہیں ہے جو ہمارے اکابر کے پاس تھا، لیکن ہم کم از کم اسی راستے پہ چل رہے ہیں، کام وہی کر رہے ہیں جو اکابر نے کیا تھا، ان میں اور ہم میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، وہ اصلیت تھی حقیقت تھی ان کے پاس، ہمارے پاس ظاہر صورت ہے بس اتنا ہے، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو عرض کریں گے۔

تیرے محبوب کی یا رب! شفاعت لیکر آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اے اللہ! ہم مانتے ہیں اقرار کرتے ہیں اپنی گناہوں کا، ہمارے ساتھ صورت کے سوا کچھ نہیں ہے، مگر اللہ! اسی کو قبول کر لیجئے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا معشر العلماء اے علماء کی جماعت! لم اعطِ علمي فيكم لاعدابكم میں نے تمہارے سینوں کو علم کے نور سے بھرا تھا وہ اس لئے نہیں کہ آج میں تمہیں لوگوں کے سامنے عذاب دو تمہیں رسوا کروں جاؤ تم بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ، سبحان اللہ! تو علم کی نسبت سے، مدارس کی نسبت سے اللہ رب العزت ہمیں قیامت کے دن بلا حساب جنت عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ اور طہارت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس مدرسے کو اپنا وطن سمجھئے اور اس کو آپ سمجھئے کہ ہم نے زندگی بھی اسی پر گزارنی ہے اور ہم نے موت تک اسی کام میں لگے رہنا ہے۔ (جاری ہے)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق انکھار خانی۔

## عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۱ء کی ڈائری

علم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نو عمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائیریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اپنے واقعات، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۳۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائیریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ چابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیف، مطلب فیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی نکتہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سیکڑوں رسالوں اور ہزار ہا صفحات کے حصر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

آہ! شہید علم حضرت مولانا محمد علی نور اللہ مرقدہ

الحرم الحرام کا دن دارالعلوم کے لئے ماتم و شیعون کا دن بنا کہ دارالعلوم کے ایک قدیم جید اور مقبر بزرگ استاذ حضرت علامہ الحاج استاذنا المحترم مولانا محمد علی صاحب سوانی صبح دس بجے یکا یک اس دار فانی سے منہ موڑ کر واصل بحق ہوئے وصال کا سانحہ بھی عجیب قابل غبطہ اور لائق صدر شک شکل میں پیش آیا۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ آخرین کی درس سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا چارپائی پر لٹا دئے گئے جسم اتنا طائم نرم اور ساتھ ہی گرم بھی تھا کہ ہم سب لوگوں کو کافی دیر گزرنے کے باوجود وفات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ اساتذہ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور طلبہ کا جہوم ارد گرد جمع تھا کہ ڈاکٹر نے وفات کی تصدیق کر دی ایک رقت انگیز کیفیت سب پر طاری تھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گریہ سے بے قابو تھے اور دعا فرماتے ہوئے مولانا کو ”شہید علم“ قرار دیا۔ ابھی چند لمحے قبل وہ قرآن وحدیث پر مبنی احکام شریعہ کی تشریح و توضیح فرما رہے تھے۔ کرنا کاتبین نے دفتر اعمال کا آخری صفحہ درس ہدایہ کی شکل میں قلمبند کیا۔ عالم نزع کی حالت میں اور موت کی دلہیز پر قدم رکھتے ہوئے بھی علمی مسائل و مباحث اور کتابوں کی درس

و تدریس کی ایسی مثالیں سلف میں بھی موجود ہیں۔ مگر بہت خال خال۔

پونے ایک بچے دو پہر دارالعلوم کے صحن میں سینکڑوں علماء و صلحاء اساتذہ و طلبہ نے ہاچشم پر ہم دارالعلوم کے اس دیرینہ اور مخلص ترین خادم علوم کتاب و سنت اور مشفق استاد کا جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی امامت میں پڑھا۔ عام دیدار کے بعد نعت مبارک سوات روانہ کی گئی۔

آپ کی طلباء سے بے تکلفی اور شفقت مثالی تھی مگر اس کے ساتھ ضبط و چیلن اور امتحانات میں سخت گیری اور طلبہ کے احتساب کی بھی مثال نہیں ان کی وفات سے نہ صرف دارالعلوم بلکہ پورا ملک عہد سلف کے ایک معیاری نمونہ اور مثالی شخصیت سے محروم ہو گیا۔

مولانا محمد علی سواتی کی وفات پر تعزیتی اجتماع میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کا خطاب قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم موت العالم موت العلم موت ہر کسی کو آتی ہے حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی موت آئی کل من علیہا فان مگر فنا میں فرق ہے ایک فنا وہ ہے کہ صرف ایک انسان پر طاری ہو جائے جس سے صرف فرد واحد کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس آدمی کا مقصد زندگی اپنے خوراک، لباس و مکان کیلئے تک دو کرنا تھا۔ اس کے مرنے سے صرف اس کے اپنے مفادات ختم ہو جاتے ہیں اس کی زندگی کا مقصد صرف اپنی ”انا“ کی الائنس و ارائش تھا۔ دوسری موت وہ کہ ایک فرد کے مرنے سے اس کے خاندان اور کتبہ کو نقصان پہنچے کیونکہ یہ آدمی سارے کتبہ، رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیر خواہ و معاون تھا۔ تیسری موت اس شخص کی ہے کہ اس کا مرنا ساری مخلوق کیلئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہو یہ وہ موت ہے کہ آدمی اپنی ذات، خوراک، مکان اور عزیزوں کی فکر ہی نہ ہو اور نہ اس کو اپنی اولاد اور کتبہ کا خیال ہو بلکہ کل مخلوق و قوم کی زندگی کی بہتری کا طلبگار ہو۔ اس کی نشست و برخاست، سونا اور اٹھنا مخلوق کی بہتری اور اصلاح کیلئے ہو، ایسے آدمی کی وفات سے ساری قوم کو تکلیف پہنچتی ہے ایک عالم کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے۔ خاص کر ایسا عالم جیسے حضرت مولانا محمد علی رحمہ اللہ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت دین کیلئے وقف کر رکھی تھی، ہم سب پر بلکہ پورے عالم اسلام پر ہر عالم کے احسانات ہیں آپ نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ جب تک علماء موجود ہوں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہے، قیامت نہیں آئے گی۔ قیامت کے آنے سے پہلے علماء کی کمی آجائے گی۔ مقتدر اور باعمل علماء روئے زمین سے اٹھتے چلے جائیں گے اور ان کی جگہ جہلاء بیٹھ کر فتاویٰ دیں گے۔ جس سے خود وہ اور قوم بھی گمراہ ہو جائیں گی۔ جب تک عالم زندہ ہے اللہ کا نام بھی زندہ رہے گا اور جب عالم نہ رہے گا تو جہاں و گمراہی کا آنا پھر یقینی ہے۔ یہ علماء ہی کی برکت ہے کہ ہم آج نماز، حج، زکوٰۃ و جہاد اور دیگر عبادات ادا کر رہے ہیں

اور جب علماء وفات پا کر ان کی جگہ جہلاء لے لیں گے تو پھر دہریت، الحاد اور زندقہ ہوگا۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب روس میں علماء کے وجود کو ختم کر دیا گیا تو اسکی جگہ الحاد اور دہریت نے لے لی۔ اب وہاں اللہ کا نام لینا جرم ہے اور اب آپ کے پڑوس افغانستان میں روسی اپنے نظریات کے پھیلانے کیلئے حملہ آور ہوئے ہیں اور دیگر مسلمان اور علماء جن میں سے اکثریت اس درالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور پروردہ ہیں ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں بھگد اللہ اب بھی دنیا کے بڑے خطہ میں اللہ کے نام لیا کر کثیر تعداد میں موجود ہیں ورنہ جب خدا کا نام لینے والا نہ رہے تو قیامت آجائیگی۔

کتب حدیث وفقہ بغفل میں لئے اللہ کے پاس حاضری

آج دارالعلوم حقانیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو جو صدمہ حضرت مولانا مرحوم کی وفات سے پہنچا ہے تو یہ صدمہ بے جا نہیں۔ فی الحقیقت ہم سب کا ناقابل برداشت نقصان ہوا ہے۔ وہ تو ان شاء اللہ یقیناً جنت الفردوس میں جائیں گے۔ وہ حالت سفر میں تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور دینی کتاب ہدایہ ان کے سامنے تھی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معروف دینی کتاب طحاوی شریف اپنے قریب مطالعہ کے لئے رکھی ہوئی تھی محرم کے مبارک ایام تھے اور اس سے پہلے دو دن باوجود ضعف کے صائم رہے۔ یہ سب برکت کی نشانیاں ہیں۔

مولانا عبدالمسیح دیوبندی کو مولانا مدنی کا عبرت آموز مشورہ

دیوبند میں ہمارے ایک استاد حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب رحمہ اللہ مشکوٰۃ شریف و مختصر المعانی وغیرہ پڑھاتے تھے بیمار ہو گئے بیماری بڑھنے پر جب سنی پڑھانے کے قابل نہ رہے تو اس کے اسباق دیکر اساتذہ کو تقسیم کر دئے گئے تاکہ جب تک بیماری میں ہیں طلباء کے درس کا سلسلہ جاری رہے حضرت مولانا رحمہ اللہ نے یہ سوچ کر کہ اب میں بیماری کی وجہ سے سنی پڑھانے کے قابل نہیں رہا، مدرسہ والوں کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا جب ہمارے شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا کہ اے عبدالمسیح کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو تو تیری بغفل میں مشکوٰۃ شریف ہو۔ یہ آپکی کتنی سعادت مندی اور نیک بختی ہوگی۔ اسلئے آپ اپنے نام سے یہ کتاب نہ لکھیں، پڑھائے گا کوئی اور مگر فہرست میں بدستور آپ کا نام ہوگا۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا محمد علیؒ کا بھی یہی طریقہ رہا۔ بیماری کا حملہ گزشتہ سال ہوا تھا اس لئے ہم نے اس سال ان کو عرض کیا کہ اس سال صرف آرام کی غرض سے دارالعلوم میں رہیں۔ فقاہت زیادہ ہے اس لئے اپنے آپ پر اسباق کا بوجھ نہ ڈالیں۔ مگر رب العزت کو تو ان کے درجات کو بلند کرنا مقصود تھا تو مگر سے

آتے ہی فرمایا کہ میری کتب کو کیوں تقسیم کر دیا گیا ہے اور آتے ہی تدریس شروع کر دی اور پھر آخر میں بھی کتب بغل میں لئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔  
حقانیہ کی ترقی اساتذہ کے خلوص و توکل کا نتیجہ

حضرت مولانا محمد علیؒ نے قریباً تیس سال انتہائی شفقت، محبت اور اخلاص سے تدریس کو جاری رکھا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دارالعلوم نہ نوابوں کا ہے اور نہ امیروں کا اور نہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے صرف اللہ کے توکل، حضرت مولانا محمد علیؒ اور آپ جیسے اساتذہ و منتظمین طلباء و معاونین کے خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی خدمت کو قبول فرما کر اتنی ترقی سے نوازرہے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا مولانا مرحوم بحسبہ اخلاص تھے۔ ہمارے ساتھ معاملہ بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر رہا۔ دارالعلوم میں عجیب بے تکلفہ نہ زندگی گزاری۔ سارے طلباء اور اساتذہ کیساتھ بے تکلف تھے۔ ہر فن کی ہر کتاب پڑھانے میں ماہر تھے۔ حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی فقہ کی اہم کتاب ہدایہ میں پچیس سال پڑھاتے رہے اور اتنی باقاعدگی اور تادم کے بغیر ہر سال رجب کی ۱۵ تاریخ تک اپنی کتابوں کو ختم کر دیتے اور طلباء بھی بے حد مطمئن رہتے۔

### علم صفت خداوندی کے ساتھ تواضع کی ضرورت

امام بخاری نے غالباً کتاب العلم میں فرمایا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پہلے حیات اور پھر علم۔ علم کا جب کسی میں اثر آجائے اور علم کا کچھ حصہ حاصل کرے تو خطرہ ہے کہ اس آدمی میں تکبر آجائے تو فرمایا کہ علم کے ساتھ تواضع بھی ضروری ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی علم کے ساتھ تواضع کی یہ حالت بھی فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم محمد قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ ان پڑھ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی وصیت پر ہمارے تمام اساتذہ اور خاص کر مولانا مرحوم کا پورا عمل تھا اور ساری عمر انتہائی تواضع رہے۔ اگرچہ مجھ سے کبھی انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ مگر مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہوتا ہے رہا کہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس والوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مولانا کو بڑی تحفہ اہوں کی پیش کش کی مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جنازہ اسی دارالعلوم سے نکلے گا۔

تلاذہ علم کا قیضان اور جہاد افغانستان صدقہ جاریہ ہے

عظیم قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع تھے۔ آپ سب طلباء اور گزشتہ فضلاء کرام نے انہی اساتذہ کرام سے اسباق پڑھے ہیں تو اب انہی کے علوم پھیلاؤ گے۔ انہی اساتذہ میں سے مولانا مرحوم بھی ہیں اور آپ دارالعلوم کے تمام فضلاء کے اشاعت دین کا یہ سلسلہ بھی انکے صدقہ جاریہ میں شمار ہوگا۔

وجلالت کے طالب نہ تھے۔

رب العزت اس امت کو اکابر سے محروم نہ فرمائیں۔ مولانا محمد علی کی موت، موت العالم، موت اطلباء، موت دارالعلوم ہے۔ ان کا علمی سلسلہ بند ہوا۔ رب العزت ان پر رحمت نازل فرما کر جن علماء و اساتذہ کا زمانہ قریب و بعید میں انتقال ہو اسب کو رحمت کاملہ سے نوازے۔ دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے مگر مولانا کے اتنے کمالات ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما کر ان کے لواحقین، طلباء و فضلاء کرام کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کی جلیبی و تذریعی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر قیامت کے آثار ہیں۔ امین

تعمیر دارالحفظ والتجید کا آغاز

دارالعلوم میں ایک عرصہ سے حفظ و تجوید قرآن کریم کے لئے وسیع پیمانہ پر علیحدہ مستقل شعبہ کے قیام کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی جہاں اس شعبہ کی کلاسیں اور رہائشی کمرے بچوں کی تربیت کی ساری ضروریات موجود ہوں۔ اس سال بھد اللہ اس شعبہ کے لئے ڈیڑھ کنال پر مشتمل ایک رقبہ حاصل کیا گیا اور ۱۹ دسمبر بروز جمعہ المبارک ۱۱ بجے صبح حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اساتذہ و اراکین طلبہ کی موجودگی میں اس عمارت کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ تقریباً ڈیڑھ کنال پر پھیلے ہوئے اس بلاک کی تعمیر و تکمیل پر تقریباً پانچ لاکھ روپے اخراجات کا تخمینہ ہے۔ اس کے دائیں جانب متصل عید گاہ ایک قطعہ دارالعلوم کے قبرستان کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث نے اس احاطہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ جواب حضرت شیخ کی آخری آرام گاہ اور مقبرہ حقانیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی احاطہ بندی مکمل ہو گئی ہے۔ دارالحفظ والتجید کا کام نہایت تیزی سے جاری ہے۔

ایک ہونہار طالب العلم کی شہادت

۱۴ دسمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات دارالعلوم میں ایک حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ دارالعلوم کے ایک نہایت بااخلاق و دیندار اور ہونہار طالب علم مولوی محمد حنیف وزیر ستانی جوابدہاء سے یہاں زیر تعلیم تھے اور اس سال دورہ حدیث میں شریک تھے جنقریب فارغ التحصیل ہونے والے تھے۔ نماز فجر کی تیاری میں سڑک پار کرتے ہوئے ایک تیز رفتار کار کی زد میں آ گئے اور دماغ پر شدید چوٹیں لگیں انہیں فوراً نوشہرہ مول ہسپتال پہنچایا گیا۔ کچھ دیر بعد احقر اور مولانا سلطان محمود نے ہسپتال پہنچ کر انہیں پشاور منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر مرحوم طالب علم نے راستہ ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی میت ان کے آبائی گاؤں وزیرستان پہنچائی گئی۔ بعد میں دارالعلوم کے ایک معزز استاد مولانا عبدالکلیم صاحب دیروی اور سرکرہ طلبہ تعزیت کے لئے ان کے گاؤں گئے۔ مرحوم طالب علم کے بوڑھے والد نے ایمان باللہ اور رضاء بقضاء حادثہ کے ذمہ دار ڈرائیور کے

غفور صلیح کا عجیب ایمانی مظاہرہ کیا۔ شہید طالب علم نہایت خاکسار مزاج کے مالک تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ خدمت کا نہایت قریبی تعلق رہا۔ حضرت کی مسجد میں رہتے۔ ان کی اچانک وفات سے پورے حلقہ دارالعلوم کے طلبہ اور اساتذہ کو صدمہ پہنچا۔

مولانا محمد نبی محمدی کی آمد

افغانستان میں روس سے برسرِ پیکار جماعتِ حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی صاحب سفر حج و بلاد اسلامیہ سے واپس ہوئے تو مہاجرین و مجاہدین نے دارالعلوم حقانیہ میں استقبال کا فیصلہ کیا اور اطراف و اکناف سے سینکڑوں کی تعداد میں دارالعلوم پہنچ گئے۔ ۲ بجے مولانا محمد نبی صاحب امیر المجاہدین اپنے ساتھیوں اور ایک دوسرے مقتدر راہنما مولانا نصر اللہ خان کی معیت میں دارالعلوم پہنچے۔ استقبال کے لئے جمع ہونے والے مجاہدین اور مہاجرین سے مؤثر خطاب کیا اور سب سے پہلے دارالعلوم میں آمد کو اپنے لئے فال نیک قرار دیا اور اسے علم و ہدایت اور جہاد و دعوت کا اہم ترین سرچشمہ قرار دیا اور کہا کہ آج اس ادارے کے فیض سے افغانستان میں علماء اور طلباء مصروف جہاد ہیں۔ انہوں نے مولانا محمد علی صاحب مدرس دارالعلوم اور مولانا مفتی محمود صاحب کی وفات پر اظہارِ افسوس کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت کے لئے دعا کی۔ اس موقع پر دارالعلوم کی طرف سے احقر نے استقبالیہ کلمات کہے۔

۱۳ دسمبر: دارالعلوم کے سہ ماہی امتحانات شروع ہوئے۔

واہ میں مفتی محمود کی یاد میں جمعیت طلباء کے پروگرام میں شرکت

۲۸ دسمبر: کو احقر نے لوسر شرفواہ کینٹ میں جمعیت طلباء اسلام کی دعوت پر مولانا مفتی محمود صاحب کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی تقریب میں شمولیت کی۔

واردین و صادرین

حسب سابق دارالعلوم میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے متعدد حضرات نے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اور دارالعلوم کا معائنہ فرمایا ان میں مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی۔ جناب مولانا پیر کرم شاہ الازہری، جناب حاجی فقیر محمد صاحب سابق وفاقی وزیر، مولانا زاہد الراشدی صاحب، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب سابق وفاقی وزیر، جناب عزیز بھٹی صاحب سابق ایم این اے، جناب مولانا محمد بنوری صاحب، جناب ڈاکٹر عبدالوحد صاحب، ہالے پوتا صاحب اسلام آباد، جناب مولانا زاہد الحسنی صاحب، جناب سید پرویز صاحب جو انٹ سکریٹری وزارت مذہبی امور اسلام آباد شامل تھے۔

## حضرت مولانا اسعد مدنی کی حقانیت تشریف آوری اور خطاب

۷ جنوری ۱۹۸۱ء جانشین شیخ الاسلام رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی صدر جمعیت العلماء ہند، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ایشیائی اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں شمولیت کیلئے مختصر دورے پر پاکستان تشریف لائے۔ اس بار بھی انہوں نے کثیر مشاغل سے وقت نکال کر صوبہ سرحد کا دورہ اپنے محبوب بزرگ بقیۃ السلف مولانا عزیز گل مدظلہ، اسیر مالٹا، اور اپنے استاد حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی زیارت کیلئے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہاں پہلے سے حضرت مولانا اسعد مدنی نے رات گزارنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کرام نے والہانہ استقبال کیا۔

مہاجرین افغانستان کے بڑے کمپ کا معائنہ

دارالعلوم کی طرف سے مولانا انوار الحق صاحب، مولانا سلطان محمود صاحب ناظم، دارالعلوم کے ایک خادم خاص جناب ممتاز خان صاحب انہیں لینے پشاور کے ہوائی اڈہ اور پھر مولانا عزیز گل مدظلہ کے گاؤں سخاکوٹ میں موجود تھے اور آخر تک ساتھ رہے اکوڑہ خٹک آمد سے قبل راستہ میں انہوں نے اضافی خیل بالا کے قریب مہاجرین افغانستان کے ایک بڑے کمپ کا بھی معائنہ کیا اور ان لوگوں سے تبادلہ خیال کیا۔ دارالعلوم میں اچانک آنے کے باوجود سینکڑوں معتقدین بھی جمع ہو گئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے تفصیلی تبادلہ خیالات اور ملاقات ہوئی۔ دارالعلوم کے نئے کتب خانہ کے ہال میں آپ کو عشاء دیا گیا۔ بعد از عشاء دارالحدیث میں جو سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ معزز مہمان نے نہایت فاضلانہ خطاب فرمایا رات دارالعلوم میں گزارنے کے بعد صبح سویرے حضرت مولانا مدظلہ العالی عازم اسلام آباد ہوئے۔

ریڈیو پاکستان پر شیخ الحدیث اور دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں پروگرام نشر ہونا جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ریڈیو پاکستان پشاور نے دارالعلوم آکر حالات ریکارڈ کرائے حضرت شیخ الحدیث، میرے اور دیگر حضرات کے انٹرویو بھی لئے جسے دوسرے دن ریڈیو پاکستان نے پورے آدھا گھنٹہ نشر کیا۔

آہ! حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی

یا اسفا! قلم کا جگر کیوں شق نہ ہو اور دل و دماغ کیوں جواب نہ دے بیٹھیں جبکہ کسی ایک متاع عزیز کے کھوجانے کے ماتم و شیون سے فارغ ہوئے بغیر لگا تار اپنی ساری متاع دین و دنیا سے ایک ایک کر کے محروم ہونا پڑے۔ ایسا لگتا ہے کہ علم و فضل، زہد و تقویٰ، جہاد و ریاضت کے سارے تارے ٹوٹ کر ہم غمگساروں کو شب و بچر کے حوالے کر رہے ہیں.....

دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں

تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا؟



ابھی ہم محمود اہلسنت والدین مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے غم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ یکا یک ملت کے مغنوار، بحرِ حق و صداقت کیلئے باطل سے برسرِ پیکار اور چراغِ مصطفوی کی حفاظت کے لئے شرارِ بولہبی سے ستیزہ کار مردِ مجاہد، باطلِ جلیل حضرت مخدومنا مولانا غلام غوث ہزاروی نے داعیِ اجل کو لبیک کہہ دیا فرحمہ اللہ الرحمة واسعة، دبستانِ شیخ الہند رحمہ اللہ سے وابستگی اور قریبی تعلق کی وجہ سے مغربی سامراج بالخصوص برطانیہ سے نفرت و عداوت گویا گھٹی میں پڑ گئی تھی۔ تقسیم ہند سے قبل تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا ۱۹۵۳ء میں تحریک ختمِ نبوت چلی تو اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ علماء حق کا شیرازہ مجتمع کرنے کی فکر دامتگیر ہوئی تو ۱۹۵۶ء میں حضرت شیخنا و استاذنا مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی و قیادت میں جمعیت العلماء اسلام کو وسیع پیمانے پر از سر نو منظم کیا۔ مولانا مرحوم پہلے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور حضرت لاہوریؒ قدس سرہ جمعیت کے پہلے امیر، اور پھر جب علماء کے چمچڑے ہوئے قافلہ کی ترتیب اور نئی شیرازہ بندی میں منہمک ہو گئے تو اخلاص جوشِ عمل اور سوزِ دروں کا زاد اور اہل لکیر اس کام میں وہ وہ صعوبتیں اور مشقتیں اٹھائیں کہ الامان الحفیظ۔ بڑوں کے تاز اور معصروں کے نخرے اٹھائے، چھوٹوں کی منتیں کیں۔ بزرگوں کے بستر اور جوتے اٹھا اٹھا کر اور خوشامد کر کر کے انہیں مدرسہ و خانقاہ کے گوشہ ہائے عافیت سے لطم و جماعت اور جہاد و سیاست کی رزم گاہ میں کھینچنا چاہا اسی اثناء روکھی سوکھی پر گندارا کرتے رہے۔ جو قوتِ لایوت ملی بھی اسے اس دور میں جمعیت کے آرگن ”ترجمان اسلام“ کے زندہ رکھنے میں خرچ کیا، یہاں تک کہ موٹا جوتا کھدر قسم کا جو ایک جوڑا تھا۔ جمعیت کے دفترِ دہلی دروازہ میں قیام کے دوران اسکی دھلائی بھی قیامت نہ کر سکتے تو خود لنگی باندھ کر اسے دھولیتے کہ بچے ہوئے پیسے اخبار کے اخراجات میں لگ جائیں گے۔

یہ سارا عرصہ دین کی اشاعتِ باطل کے تعاقب اور جماعتی تنظیموں کے سلسلہ میں ہر صبح سفر، ہر شام سفر کا مصداق رہا مگر سفر بھی کیسا کہ بغل میں چھوٹا سا بستہ ایک جوڑا کپڑے اور حوالہ کیلئے فرقِ باطلہ کی دو چار کتابیں روکھی سوکھی تنگ روٹی، تھرڈ کلاس میں سوار ہوئے جگہ نہ ملی تو چپکے سے کسی کونہ میں چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔ رات بھر پاؤں پھیلانے کی کوئی جگہ نہ ملی تو بیٹھنے کی نشستوں میں کسی سیٹ کے نیچے چادر بچھا دی اور لیٹ گئے منزلِ مقصود پر پہنچنے، غرضنِ باطل پر یلغار کر دی، اگر کسی جگہ داخلہ پر پابندی ہے تو بغل دے کر یہ جاوہ چا اور اب کسی اور محاذ پر بشغون مارنے کے درپے ہیں، نہ صلہ کے طالب نہ ستائش کی تمنا اور نہ میزبان کی میزبانوں سے لطف اندوز ہونے کی فرصت و خواہش۔

مولانا کی ایک بڑی نایاب و نادر خوبی سیاست کے ہنگاموں، سٹیج کے شور و شر، بحث و مناظرہ کی گرما گرمی کے ساتھ ساتھ زہد و ریاضت اور اوراد و وظائف، شب بیداری اور اپنے رب سے سوز و گداز کے روابط کا برقرار رکھنا تھا جو اس دور میں عقلا سے کم نہیں۔ وہ بلاشبہ باللیل رہبان و بالانہار فرسان (رات

کوراہب دن کوشہ سوار) کا نمونہ تھے۔ جام شریعت کے ساتھ سندان عشق بنانا تو سنتے ہیں۔ مگر خارزار سیاست میں شریعت و طریقت کے ساتھ ساتھ سوز و ساز روئی اور بیچ و تاب رازی کی قبائے اختیار کو بھی تار تار ہونے سے بجا کر چلنا اس ضیفم اسلام ہی کا کام تھا۔

کون کون سی ادا اور کون کون سے خوبی ہے جس سے ہمارے ان بزرگوں کا گلشن حیات مالا مال نہیں۔ وہ جب گذر جاتے ہیں تو ہمیں قدر آتی ہے۔ پھر ایک ایک بات کو لوگ لئے روتے ہیں کہ زمانہ نہایت بانجھ ہوتا جا رہا ہے مہیب خلاؤں کا سماں ہے۔ مولانا مرحوم کا ذکر چلا تو عنان قلم روکنے سے بھی نہ رک سکا۔ مولانا رحمہ اللہ کے جنازہ پر جا کر زیارت اور کا نہا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فقر و قناعت، زہد و تقویٰ جہاد و سیاست، حمیت و شجاعت کا یہ گنج گرانا سپرد خاک کر دینے کے بعد جب ہم لوگ دیارِ لیلیٰ کی تنگ گلیوں سے گذرتے ہوئے واپس ہو رہے تھے۔ تو ایک ثقہ متدین قسم کے بزرگ نے مجھے ایک واقعہ سنایا اور اسی واقعہ پر ان سطور کو ختم کرتا ہوں۔

ناموس ختم نبوت پر اکلوتے بیٹے کی آخری دیدار کی قربانی سنت ابراہیمی کی تابندہ مثالی

”مولانا مرحوم کے جوش و جوانی کا دور تھا۔ اب جبکہ وہ نرینہ اولاد سے محروم دنیا سے کوچ کر گئے مگر مولانا کی نرینہ اولاد پیدا ہوئی ایسے ایک موقع پر مولانا کا صاحبزادہ اکلوتا بیٹا جو بڑھا پے کا سہارا بن سکتا تھا۔ شدید بیمار ہوا۔ بیماری سکرات موت کی حدود میں داخل ہوئی کہ اچانک بالاکوٹ سے اطلاع آئی کہ وہاں قادیانوں نے پرہیزے نکال لئے ہیں اور فوراً پہنچنے کی ضرورت ہے۔ مولانا نے جان بلب لخت و جگر کو اسی حالت میں چھوڑا دیا۔ تقریر و مناظرہ کی کتابیں بغل میں اٹھائیں اور چل پڑے۔ لوگوں نے بے حد روکا کہ بچے کی حالت مخدوش ہے۔ فرمایا تم لوگ موجود ہو اور وہاں ناموس ختم نبوت کے تحفظ کی بات ہے۔ روانہ ہوئے۔ ابھی بھہ کی ذیلی سڑک سے بالاکوٹ جانے والی سڑک پر پہنچے تھے کہ کسی نے نور نظر بیٹے کی وفات کی اطلاع دی۔ فرمایا تم لوگ دفن کر دینا۔ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔ مجھے بالاکوٹ پہنچ کر قادیانوں کا تعاقب کرنا ہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ہر چیز پر مقدم ہے۔

مولانا رحمہ اللہ نے بیٹے کے آخری دیدار اور پوری شفقت و محبت کو بھی ناموس دین پر قربان کر دیا اور اپنی روحانی مقتداء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کی ایک اور تابندہ مثال قائم کر دی۔ مجھے خیال آیا کہ کیا عجیب آج شام بھی ملاءِ اعلیٰ ایک بار پھر اس عدائے ربانی سے گونج اٹھی ہو کہ: وَكَانَ يُنَادِي لِلْإِنسَانِ أَنْ إِذْكُرْ مَا كُنْتَ ۚ قَدْ صَدَقْتَ الرَّؤُفَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (الصافات: ۱۰۴، ۱۰۵) يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ (الفجر: ۲۹، ۳۰)



پھولے نہ ساتے اور کہنے لگے کہ ہم ہی اس کے صحیح اور حقیقی حقدار ہیں اور اس کے برعکس جب ان پر مصائب اور قحط سالی وغیرہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے تو فوراً اپنی اصل بے ہودگی کیوں پر اتر آتے اور کہتے کہ یہ مصائب و آلام حضرت موسیٰ اور اس کے ماننے والوں کی وجہ سے نازل ہوئے ہیں انکی اس بیہودگی اور دروغ گوئی کی تردید اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی:

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ  
إِنَّمَا يَطَّيَّرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (الاعراف: ۱۳۱)

”جب ان پر اچھا دور آتا تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور جب بُرا دور آتا (یعنی تکلیف اور آلام) آ جاتے تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لئے قال بد ٹھہراتے، حالانکہ درحقیقت ان کے قال بد تو اللہ کے پاس تھے، مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے“

اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت میں واضح فرمایا کہ اَلَا إِنَّمَا طَّيَّرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ کہ یہ مصائب آلام اور عذاب خداوندی تمہارے ہی کفر تکذیب آیات اور اسکے رسول کو جھٹلاتے کی پاداش میں نازل ہوئے ہیں وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی ان کی اکثریت احمق، جاہل اور بے وقوف ہے وہ عمل اور فکر سے کام نہیں لیتے اگر ذرہ بھی عقل و فکر، سوچ اور سمجھ سے کام لیں تو ان پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰ کی ہدایات میں تو سراسر خیر و برکت، سعادت دارین اور کامیابی ہے اور ان انعامات سے وہی شخص بہرہ مند ہو سکتا ہے جو سچے دل سے ایمان لائے اور ہمارے پیغمبر کی اطاعت کرے۔

شومی قسمت بد فعلی کا نتیجہ: مفسرین کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اَلَا إِنَّمَا طَّيَّرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ کہ جن جن مشکلات میں تم گر گئے ہو اور جو مصیبت تم پر نازل ہوئی ہے وہ صرف تمہارے ہی برے کردار، کفریہ عقائد اور انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی وجہ سے نازل ہوئی ہے ہماری وجہ سے نہیں، تمہاری شقاوت قلبی بغاوت، سرکشی تمہارے سامنے آئی ہے۔ کیونکہ باغی اور ظالم کی بدفالی خود اسکے اپنے اندر موجود ہوتی ہے، دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا اِن ذُکِّرْتُمْ مَطْلَب کہ ہم نے تمہارے خیر خواہی کے بنا پر تمہیں نصیحت کی تھی اور تو حید پر کار بند رہنے کیلئے تم کو کہا تھا لیکن تمہاری شومی قسمت اور شقاوت قلبی کا یہ عالم ہے کہ تم نے اس قسم کے نازیبا الفاظ سے ہمیں جواب دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ تم بالکل حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔

بدفالی احادیث کی روشنی میں:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا عدوی ولا طیرۃ

ولاهامة ولا صفر زاد مسلم عن انس ولا نوء ولا غول وفي رواية لا عدوى ولا طيرة ويعجنني الغل قالوا وما الغل قال الكلمة الطيبة

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بیماری متھدی نہیں نکال بد کوئی چیز ہے، نہ اٹھکا ہوا کوئی اثر رکھتا ہے اور نہ ہی (ماد) مفر کچھ ہے۔“

صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ مسجھد اور بھینوں کا بھی کوئی وجود نہیں ہے اور مسلم و بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوئی بیماری متھدی نہیں ہے اور نہ قال بد کوئی چیز ہے اور نہ مجھے فال پسند ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ قال کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھی بات کو قال کہتے ہیں۔

حدیث شریف آپؐ نے سنی اس میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ عدویٰ یہ ایک متھدی مرض ہے جو ایک بیمار بندے سے دوسرے کو لگتی ہے چونکہ ہر بیماری کی جراثیم الگ الگ ہوتی ہیں۔ یہ بھی بتاتا چاؤں کہ جراثیم بھی دو قسم کے ہیں پہلی قسم وہ جراثیم جو انسان کے جسم اور بدن کے اندر خود بخود موجود ہوتے ہیں۔ جو خوراک ہم اور آپؐ روزانہ کرتے رہتے ہیں اس خوراک سے قدرتی طور پر جراثیم بنتے رہتے ہیں جو انسان کے مختلف امراض لاحق ہونے پر دفاع کرتے ہیں، دوسری قسم جراثیم وہ ہیں جو ہوا کے ذریعہ سے ہمارے جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہ بھی کبھی انسان کو بیمار اور کمزور کر دیتے ہیں اور کبھی نفع بخش بھی ہوتے ہیں۔

اصل میں باہر سے جو ضرر رساں جراثیم یا جراثیم۔ مثلاً بیکٹیریا ہوا کے ذریعہ سے اندر بھیجڑوں میں جاتے ہیں اگر انسان کے اندر کے جراثیم طاقتور اور مضبوط ہیں تو باہر کے جراثیمی لشکر کو شکست دیکر انسانی جسم کو مرض اور شکست و ریخت سے بچاتے ہیں اور اگر اندر کے جراثیمی لشکر یا سپاہی دفاعی پوزیشن میں نہیں تو پھر وہ ہتھیار ڈال کر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ جب انسانی جسم کا یہ مضبوط اور محفوظ قلعہ دھڑام سے گر جاتا ہے اور انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عدوی السلام متھدی بیماری کو نہیں مانتا، اب حدیث تو بتاتی ہے کہ اسلام کے اندر متھدی مرض یا الفاظ دیگر ایک مریض کی جراثیم دوسرے انسان صحیح الجسم کی بدن میں نہیں داخل ہو سکتے جبکہ موجودہ دور کی سائنس و ٹیکنالوجی یا تحقیق جدید بتاتی ہے کہ بعض بیماریوں کے جراثیم دوسرے صحیح الجسم انسانوں کے جسموں کے اندر داخل ہو سکتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ حدیث اور جدید تحقیق کے درمیان کوئی ٹھکراؤ یا منافات نہیں وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان کا عقیدہ کمزور ہو، دل مضطرب ہو، لاشکی مزاج ہو، وہ بندہ کسی دوسرے بیمار بندے کے ساتھ ملنے جلنے، ساتھ کھانا کھانے وغیرہ سے اجتناب اور پرہیز کریں اسلئے آپؐ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ مَرَمِنَ الْجَزُومِ كَفَرَاوَكِ مِنَ الْاَسَدِ لَوْ كَسَمَقَالِ یعنی مجزوم بیمار سے یوں بھاگو جیسا کہ کوئی شیر یا بچتا ہے ڈر کے مارے بھاگتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجروح بیمار بندے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ اسکا پوچھنے وہ عقائد درست کرانے کیلئے ہی تشریف لائے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تطبیق دونوں قوی اور فعلی روایتوں میں یہ ہوئی کہ کمزور عقیدہ والے افراد تو کسی بیمار کے ساتھ احتیاط سے پیشا کریں اور مضبوط عقائد والے افراد جن کے دل عقیدہ تو حید سے متور ہیں قضا و قدر پر کامل یقین رکھتے ہیں اور خداوند قدوس کو بذات مؤثر مانتے ہیں وہ لوگ کسی مریض سے کم ہی متاثر ہوتے ہیں ورنہ پھر تو دنیا میں کوئی ایک بندہ بھی صحیح و سالم یا تندرست نہ ہوتا، بہر حال لا عدوی متعدی بیماری نہیں اس جملے کی تشریح تو ہوگی۔

قال کی دو قسمیں: دوسرا جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا طیبرۃ اسلام میں بدقالی نہیں، قال دو قسم کی ہوتی ہیں: نیک قال، بدقال۔ قال نیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند فرماتے تھے امام ترمذی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے:

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج لحاجتہ یجب ان یسمع یا نجیح یا راشد

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مقصد کیلئے باہر تشریف لاتے تو آپؐ کی خواہش ہوتی تھی کہ آپؐ یہ آوازیں، اے کامیاب، اے بھلائی پانے والے۔

ابی داؤد کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یطعیر من شیء وکان اذا بعث عملاً عن اسمہ فاذا اعجبہ فرح بہ وان کرہ اسمہ رأى کراهیۃ ذالک فی وجہہ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے قال نہیں لیتے تھے جب کسی شخص کو کسی خاص مہم پر روانہ کرتے تو اس سے پوچھتے تھے انا م کیا ہے اگر نام اچھا ہوتا تو خوش ہوتے اور اگر اسکا نام اچھا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہت کے آثار نظر آنے لگتے۔

قال نیک اور بد میں فرق: اب اس مذکورہ جملہ تطعیر کے معنی ہوئے قال بد، اس لئے قال بد لینا اسلام نے حرام ٹھہرایا، اس سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قال بد تو کسی شیء سے نہ لیتے تھے، لیکن قال نیک ضرور لیتے ان دونوں میں فرق ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے ذریعہ سے جھاڑ پھونک کو جائز قرار دیا ہے جبکہ شریکۃ الفاظ کے ساتھ جھاڑ پھونک کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

محترم سامعین اب وقت کم ہے، اور اس حدیث کے ضمن میں تفصیلات کافی زیادہ ہیں، ان شاء اللہ اگر زندگی باقی تو آئندہ موقع پر مزید تفصیلات کا تذکرہ کرنے کی کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح توحید کا عقیدہ نصیب فرما کر آخری وقت بھی توحید والے کلمے اور تصدیق کے ساتھ موت عطا فرمائے۔ آمین

جناب اور یا مقبول جان  
معروف کالم نگار

## خوفزدہ نیویارک

یہ ایک چھوٹا سا منظر نامہ ہے اس دنیا کا جو اس شہر نیویارک میں واقع دو بلند و بالا مینار نما عمارتوں کی تباہی اور تین ہزار کے قریب انسانوں کی موت کے بعد طاقت کے اندھے جنون نے تخلیق کیا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر جس کے ساتھ کھڑے ہو کر میں نے بیس سال قبل اپنے کمرے سے تصویر بنوائی تھی کہ اس زمانے میں نہ موبائل ہوتے تھے اور نہ ہی سیلفی کا تصور، اب اس عمارت کی جگہ ایک یادگار تعمیر ہے جسے گراؤنڈ زیرو کہتے ہیں، جب ان دونوں مینار نما عمارتوں سے جہاز کھرائے تھے تو ان میں ایک عمارت کے طے کا ایسا ڈھیر بن گیا تھا جس میں سے مضبوط لوہے کے سرے کی شاخیں باہر نکل رہی تھیں۔ گراؤنڈ زیرو کی یادگار اسی طے کے ڈھیر کو سفید سینٹ کے ایک ایسے ڈیزائن میں تشکیل دیا گیا ہے کہ ایک تجربی آرٹ کا نمونہ لگتا ہے، جب کہ اس کے ساتھ والی جگہ پر ایک اسی طرح کا بلند و بالا مینار کھڑا کر دیا گیا ہے جسے نیشنل ٹاور کہتے ہیں۔ سامنے ایک چھوٹا سا پارک ہے جس میں دن رات سیاح آتے اور ان تین ہزار کے قریب انسانوں کی موت کو یاد کرتے ہیں۔ ٹھیک اس جگہ کھڑے ہو کر جہاں میں نے بیس سال پہلے تصویر بنوائی تھی، میں سوچ رہا تھا کیا افغانستان کے دشت لیلیٰ کے اس صحرا میں بھی کوئی یادگار تعمیر ہو سکے گی جہاں اس ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا انتقام انسانی تاریخ کے بدترین ظلم کو جہنم دے گیا تھا۔

امریکی طاقت کی علامت

گراؤنڈ زیرو، امریکی طاقت کی علامت ورلڈ ٹریڈ سینٹر، دنیا کی فوجی قوت کا اکیلا بے تاج بادشاہ ایک ایسے ملک پر چڑھ دوڑا تھا جہاں ٹیکنالوجی کے نام پر ریلوے، ٹیلی فون اور دیگر عام روزمرہ کی سہولیات تک میسر نہ تھیں اور اس نے پوری دنیا کے دوسو کے قریب ممالک کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ نیویارک جو دنیا کا معاشی دارالحکومت ہے، امریکی فوجی و معاشی طاقت کا چہرہ ہے، اس کی ایک عمارت کو زمین بوس کرنے کی سازش اس افغانستان میں تیار ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچی۔ غصے میں تملاتی ہوئی پوری دنیا نے امریکا اور اس کے چار درجن اتحادیوں کو یہ لائنس دے دیا کہ وہ اس نہتے، کمزور، بے یار و مددگار ملک پر چڑھ دوڑیں۔ کسی پڑوسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ کابل کا سقوط ہو گیا، لیکن ابھی قندوز کے علاقے میں طالبان

موجود تھے۔ قدوز کے شمال میں حمزار، جنوب میں مزار شریف، مشرق میں بغلان جب کہ مغرب میں تاجکستان ہے۔ تاجکستان وہی ملک ہے جہاں سے امریکی افواج افغانستان میں داخل ہوئی تھیں۔ قدوز کا محاصرہ کر لیا گیا۔ امریکی فوجی امن کا پیغام لے کر آگے بڑھے اور طالبان کو ہتھیار ڈالنے کے لیے کہا۔ افغانستان کا یہ واحد شہر تھا جہاں طالبان امریکی سپاہیوں کے جھانسنے میں آگئے اور ہتھیار ڈال دیے۔

### طالبان کا سقوط

23 نومبر 2001 کو ہتھیار ڈالے گئے۔ ایک سڑک کھولی گئی۔ جہاں تلاشی کے لیے چار پوائنٹس بنائے گئے۔ چودہ ہزار طالبان ہتھیار جمع کرنا شروع کر دیے بعد سامنے کھڑے ساتھ کنٹینرز میں ایسے ٹھونس دیے گئے کہ سانس لینا بھی دشوار تھا۔ انھیں منزل شہر خان چل جانی گئی، لیکن شہر خان پہنچنے سے ذرا پہلے قافلے کو ایک تپتے ہوئے صحرا دہشت لیلیٰ میں پہنچا دیا گیا۔ امریکیوں کو یقین تھا کہ سانس گھٹنے اور شدید دھوپ کی وجہ سے اکثر لوگ پہلے ہی مر چکے ہوں۔ البتہ جس کنٹینرز میں تھوڑی بل جل محسوس ہوئی اس پر قافروں کی کھول دیے گئے۔

### ایک دن میں چودہ ہزار انسانوں کا قتل عام

چودہ ہزار انسانوں کو کنٹینرز سے نکال کر ریت میں دفن کر دیا گیا۔ ریت تو اڑتی ہے اور تھوڑی دیر میں ایک نیلہ اڑکھی ہزار فٹ دور جا کر ایک دوسرے نیلے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہی ہوا، چودہ ہزار میں سے ہیں ایسے تھے جن میں ابھی سانس باقی تھی، وہ نکل بھاگے اور دنیا اس بدترین قتل عام سے آگاہ ہوئی۔ گراؤنڈ زیرو کے سامنے دنیا بھر کے سیاح گیارہ ستمبر کے سانحے کو یاد کرتے ہوئے تصویریں بناتے رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ اس دنیا میں انسانی حقوق یا عالمی ضمیر کے نام پر ہی کوئی اپنی تحریر میں ہی دہشت لیلیٰ کے قتل کی یادگار تعمیر کر دیتا، جسے پڑھ کر لوگ بے بسی کے آنسو بہا لیتے۔ بس اتنا ہوا کہ انسانی حقوق کے نام پر اخبارات میں خبر چھپی، بش انتظامیہ کو تحقیق کے لیے کہا گیا۔ اس نے انکار کیا، اوباما نے اسے انکسشن کا نعرہ بنایا۔ صدر بننا، اپنے افریقہ کے دورے کے دوران کہا، میں نے تحقیقات کا حکم دے دیا، لیکن شاید آج کے دور کا ادب بھی طاقتوروں کی موت کی کہانیاں تحریر کرتا ہے، ورنہ دہشت لیلیٰ کے مسافروں کی اذیت ناک موت پر کوئی ایک نظم، ایک افسانہ یا ناول کسی مصنف کو امر کر چکا ہوتا لیکن ایسا نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہوگا، گراؤنڈ زیرو کے ارد گرد گھومتے ہوئے میں اس شہر کے عالمی ضمیر کو یاد کر رہا تھا۔ وہ شہر جو 1969 میں اسٹون وال Stonewall نامی عمارت میں کھلی ہم جنس پرستوں کی بار پر پولیس کے چھاپے کی یاد میں ہر سال ہم جنس پرستی کی پر غرور پریڈ Gay Pride Parade نامی جلوس نکالتا ہے اور ان کے (بقیہ صفحہ ۳۶ پر)



## امریکی یوتھ ایکسچینج پروگرام یا نوجوان نسل کی تباہی؟ مسلم نسل نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی کا امریکی YES پروگرام

کیری لوگر بل کے ذیل میں امریکہ نے یوتھ ایکسچینج سٹڈی پروگرام (YES) کا آغاز کیا، اس پروگرام میں پاکستان کے ذہین و فطین طلباء و طالبات امریکہ کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں جبکہ اتوار کا دن وہ کسی امریکی گھر میں گزاریں گے، تاکہ امریکہ کا پچھلے پوری دنیا میں پروموت Promote ہو جائے، اس پروگرام کے بہت سے مفتی پہلو ہیں، مگر اس پروگرام کے مقاصد خود امریکہ کی زبان میں حسب ذیل ہیں:

The Kenedy-Lugar youth exchange and study (YES) programme was established by congress in october 2002 in response the events of September 11,2001. The programme is funded through the US Department of State and sponsored by the Bureau of Educational and Culture Affairs (ECA) to provide scholarships for high school students from countries with Significant Muslim Populations to spend up to one academic year in the United States. Students live with host families attend high school engage in activities to learn about american society and values acquire leadership skills and help educate Americans about there countries and cultures. Starting in 2009, The YES Abroad program was established to provide a similar experience for students (15-18 years) to spend and an academic year in select YES countries.

کینیڈی لوگر کا YES پروگرام نوجوان طلبہ و طالبات کا تعلیمی تبادلہ اکتوبر 2002ء میں 11 ستمبر 2001ء (11 ستمبر) کے واقعہ کی وجہ سے امریکہ میں کانگریس نے تشکیل دیا ہے اس پروگرام کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے فنڈ بڈر بچہ ادارہ برائے تعلیم و ثقافتی امور ہائی اسکول کے طلبہ و طالبات کو اس کارپس کے طور پر مہیا کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمان آبادی کے طلبہ و طالبات، تاکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تعلیمی ایک سال گزار سکیں۔ ان طلبہ و طالبات کی میزبانی امریکہ کا کوئی

بھی خاندان کرے گا۔ وہاں یہ طلبہ ہائی سکولز اور دیگر سرگرمیوں میں مصروف رہ کر امریکی تہذیب اور اس کی قدر و قیمت معلوم کر کے لیڈر شپ کی مہارت حاصل کریں اور اس طرح امریکیوں کو بھی اپنے ممالک کی تہذیب سے آگاہ کریں گے۔ 2009ء میں یہ YES بیرونی پروگرام اس لیے شروع ہوا کہ منتخب ممالک کے چاروں سالانہ سال تک کی عمر والے طلبہ و طالبات امریکہ میں تعلیمی ایک سال صرف کر کے مذکورہ بالا تجربات اور اہداف سے مستفید ہو سکیں۔

### مزید تفصیلات:

YES پروگرام والی اسکیم میں پاکستان سے جو لڑکے جا چکے ہیں ان سے اس پروگرام کی کچھ مزید تفصیلات جو بالواسطہ اور بلاواسطہ حاصل کی گئیں ہیں، درج ذیل ہیں:

اس پروگرام میں شرکت کرنے والے طلبہ اور طالبات کے انتخاب کے لیے انٹرویو کرنے والے تقریباً 19 سال والے وہ لڑکے ہوتے ہیں جو دو تین سال قبل امریکہ کا یہ پروگرام انٹینڈ کر چکے ہوں۔ (یعنی پروگرام میں شرکت کر چکے ہیں)

اس پروگرام میں شرکت کرنے والے زیادہ تر طلبہ و طالبات سرکاری اسکولوں کے ہوتے ہیں۔ پچاس فیصد لڑکے ہوتے ہیں اور پچاس فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں۔

جس وقت امریکہ جاتے ہیں تو ایک فارم فل (پُر) کرتے ہیں۔ جس میں لکھا ہوتا کہ girlfriend, boyfriend, نہیں بنانا۔ زنا شراب سے پرہیز کرنا ہے۔ شرکاء پروگرام کے کہنے کے مطابق یہ گندی حرکتیں اگر کوئی چھپ کر کرنا چاہے تو کر سکتا، کیونکہ وہ فری اور آزاد ماحول والا ملک ہے۔

پروم prom کے نام سے اسکول میں ایک پروگرام ہوتا ہے۔

پروم کی حقیقت پہلے جان لیں۔

Example: The prom is a formal dance usually sponsored by a high school or a college. .

Definition: A formal dance especially one held by a class in high school or college at the end of a year promontory.

یعنی: ہائی اسکول یا کالج میں رسمی سالانہ جنسی ڈانس پارٹی۔

بقول شرکاء اس میں طلبہ و طالبات couple (جوڑا) یا non couple کی شکل میں شرکت کرتے ہیں، یا درہے جوڑے سے مراد خلاف جنس (لڑکا اور لڑکی) جوڑا ہے، ہم جنسوں کا جوڑا نہیں۔ رعہ یہ بات کہ جوڑا کیسے بنے گا؟ تو یہ لڑکے اور لڑکی کی صوبدید پر ہے، جو جس کے ساتھ جڑنا چاہے، کوئی پابندی نہیں۔

Prom میں ڈانس کے علاوہ کھانے کا پروگرام بھی ہوتا ہے۔ یہ پروگرام ادارہ کے اساتذہ کی نگرانی

میں ہوتا ہے۔ طلبہ و طالبات امریکی خاندانوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔ لڑکا خواہ کسی خاندان کے گھر میں الگ کمرہ میں رہے، یا ان کے لڑکوں کے ساتھ کمرہ میں رہے۔ یہ لڑکے کی مرضی ہے۔ اگر کوئی خاندان اس کو پسند نہیں تو کسی دوسرے خاندان کے گھر رہائش اختیار کر سکتا ہے اسی طرح لڑکی بھی کسی خاندان کے ساتھ الگ کمرہ میں رہے، یا ان کی لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہے۔

بقول شرکاء اس رہائش کے دوران پردہ اور حجاب کا کوئی تصور نہیں۔ ظاہر بات ہے ایک گھر میں ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح رہنا پڑتا ہے۔ ان طلبہ و طالبات کی عمر پندرہ سال سے اٹھارہ تک ہوتی ہے۔ اس پروگرام کے شرکاء کا تجزیہ ہے کہ امریکی ثقافت کے جذب کرنے کے علاوہ اس پروگرام کے منفی اثرات بہت زیادہ ہیں۔

### مسلم نسل نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی کا YES پروگرام

ففس، شیطان اور کافر بالخصوص امریکہ کسی مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس لیے سیاسی، کاروباری اور دیگر دنیاوی امور کے علاوہ کفار کے ساتھ دوستی ہر حالت میں منع ہے۔ کفار کے ساتھ دوستی بڑی خطرناک ہے۔ خاص کر امریکہ کے ساتھ، کیونکہ ان کی دوستی میں منافقت لازماً ہوگی۔ کافر مسلمان کے ساتھ کبھی بھی تخلص نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے کفار کی طرف سے مختلف قسم کی جنگیں ہیٹھ جاری رہی ہیں، مثلاً: مذہبی جنگ، صلیبی جنگ، تہذیبی جنگ، سیاسی جنگ، وسائل کی جنگ، ہمد جگ۔ یہ جنگیں ہر دور میں تسلسل کے ساتھ مختلف شکلوں میں مسلمانوں کے خلاف لڑی جا رہی ہیں۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ لہذا مسلمان اور مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مذکورہ بالا ہر قسم کی جنگ لڑنے کیلئے ہر قسم کی بھرپور تیاری کرنی چاہیے۔ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا لَمْ يَحْصُوهُ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْعَصَلِ (الانفال: ۶۰) یعنی: کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے، ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو، میں اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

کفار ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف نئی نئی سازشیں بناتے ہیں ان کے پاس تھنک ٹینک موجود ہیں جو عالم اسلام کے خلاف ہر دور میں حکمت عملی وضع کرتے ہیں اس کیلئے ہماری فتنہ مختص کرتے ہیں۔ ان کی حکمت عملیوں میں بعض مسلمان بھی عملاً شریک ہوتے ہیں۔

ان کی NGOs مسلم ممالک میں کام کر رہی ہیں۔ KPK میں Aware Girls (لڑکیوں کو آگاہ کرو) کے نام سے ایک NGO کام کر رہی ہے۔ یہ NGO دور دراز کے علاقہ کی لڑکیوں کے مختلف پروگرام لڑکوں کے ساتھ ہوٹلوں میں منعقد کرتی ہے۔ سوات کے PAMIR ہوٹل میں اس طرح کا مخلوط پروگرام ہو

چکا ہے۔ خدا جانے یہ NGO لڑکیوں کو کس چیز سے آگاہ کرتی ہے، ایک شریک پروگرام نے کہا کہ میں اسلام کے حوالہ سے بات کروں گا تو اس کو ہونٹل سے واپس بھیج دیا۔

مسلمان ان کے ساتھ ملازم ہیں۔ کیا ان مسلمان ملازمین کو پتہ نہیں کہ ہم کن کے مفاد کے لیے کام کر رہے ہیں؟ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کی نوکریاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عملی اقدامات ہیں؟ سوال یہ ہے کہ YES پروگرام نائن الیون کے بعد کیوں بنا۔ صرف امریکہ نے کیوں بنایا۔ صرف امریکہ میں ایک سال کیوں گزارتے ہیں۔ یہ پروگرام صرف پندرہ، سولہ سال کے اسکول کے لڑکے اور لڑکیوں کیلئے کیوں، زیادہ تر مسلم ممالک کیلئے کیوں؟

ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے۔ یہ مسلمانوں کی نسل نو کی نسل کشی کا پروگرام ہے یعنی: نسل نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی ہے۔ اکبر آلہ آبادی مرحوم فرما گئے ہیں

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا  
انہوں کہ فرعون کو کالج کی نہ سوچھی

تعلیم و تربیت کے نام سے بچوں اور بچیوں کو ہر لحاظ سے تباہ کرنے کا ایک امریکی مہذب منصوبہ ہے اگر امریکہ مسلم ممالک کے پندرہ سال سے اٹھارہ سال تک بچے اور بچیوں کو کسی نہ کسی طریقہ سے قتل کرنے کا منصوبہ سازی کرتا تو ساری دنیا اس کے خلاف ہو جاتی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مادہ پرست اور یورپ اور امریکہ سے مرعوب اور متاثر لوگوں کی عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے ہیں کہ اس قسم کی دینی و دنیوی تباہی کو نہیں سمجھتے۔

یہ سارا پروگرام نین اتیج (فٹنٹین، سکٹین، سیونٹین اور اسٹین) کے لیے بنایا گیا ہے۔ یہ بنیادی نسل ہے۔ یہ نسل خدا خواستہ خراب ہو جائے تو بعد میں اس نسل کی اصلاح کون اور کیسے کرے گا؟ ملک و ملت کے ہر شعبے کو مستقبل میں چلانے والی یہی نسل ہے۔ جس طرح ان کی تربیت ہوگی ہوگی اسی طرح اپنے ملک و ملت کی خدمت کریں گے۔ بنیاد جب خراب ہو جائے تو اوپر کی پوری تعمیر خراب ہوگی۔

چوں نہند خشت اول معمار کج  
تاثر یا می رو دوپوار کج

ہمارے ہاں بھی بعض تعلیمی ادارے نسل نو کی ہر قسم کی تباہی کا ذریعہ بن رہے ہیں پوچھنے والا کوئی نہیں والدین بھاری بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں صرف یہ دیکھتے ہیں کہ بچہ انگریزی سیکھ گیا ہے یا نہیں۔ یہ

بھی نہیں سوچتے کہ انگریزی میں جس فن میں مہارت حاصل کرنی چاہیے وہ متعدد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں، اور اس طرف تو دھیان ہی نہیں جاتا کہ تربیت کے حوالہ سے بچے کس طرف جا رہا ہے۔ اس کا نظریہ کیا تھا کیا بن رہا ہے اچھے اخلاق کا حامل بن رہا ہے یا برے اخلاق کا۔ اعمال اس کے اچھے ہیں یا برے۔ یہ تو ایسی چیزیں ہیں جو ایک اچھے مسلمان اور اچھے انسان کی اصل پہچان ہیں۔ ان چیزوں کی فکر نہ کسی ادارہ کو ہے نہ والدین کو نہ حکومت کو۔ نہ کسی تعلیمی نصاب میں ان باتوں کی رعایت ہے۔ بلکہ حکومتی تعلیمی ادارے قصداً نصاب میں ایسا مواد شامل کرتے رہتے ہیں جن سے طلبہ و طالبات کی صحیح اور درست اسلامی تربیت نہیں ہوتی۔

میرے نزدیک تعلیم تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ کسی فن کی صحیح تعلیم

۲۔ صحیح اسلامی تربیت

۳۔ صحت مندر رہنے کے لیے مناسب ورزش اور مناسب غذا۔

مذکورہ تین ضروری امور کی صحیح رعایت نہ ہونے کی وجہ سے بچے نشئی بن رہے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں مختلف قسم کے نشئی مواد استعمال کر رہے ہیں۔ دوست فاؤنڈیشن نابالغ نشئی بچوں کا علاج کر رہی ہے، کچھ under eighteen بچے جیل کی پیرکوں میں بڑی اور قابل رحم حالت میں پڑے ہوئے ہیں جہاں جسمانی بیماریوں کے علاوہ اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ نفسیاتی مریض بن رہے ہیں اور کچھ بچے نام نہاد تعلیمی اداروں میں مہذب طریقے سے خراب ہو رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہماری نسل نو امریکہ کے چنگل سے بچ جائے، لیکن انہوں کے چنگل سے کیسے بچیں گے؟

تعلیم تو بچے اور بچیوں کی بنیادی ضرورت اور حق ہے۔ اگر ہم مکان میں رہتے ہیں تو مکان کی تعمیر کیلئے معمار، انجینئر، مزدور وغیرہ کی ضرورت ہوگی، کپڑے پہنے ہیں تو کپڑوں کی مل (factory) اور درزی کی ضرورت ہوگی۔ روٹی کی ضرورت ہے تو کھیت اور کھیتی باڑی کی ضرورت ہوگی، بیماری کے وقت ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی زندگی گزارنے کے لیے تجارت اور تاجر کی ضرورت ہوگی علیٰ ہذا القیاس تمام عصری تعلیمی ادارے ہماری یہ ضروریات پوری کر رہے ہیں، بلکہ ہرفن میں ماہرین پیدا کرنا فرض کفائی ہے تو ہم تعلیمی اداروں کے کیسے خلاف ہو سکتے ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے اور چاہتے ہیں کہ تمام عصری تعلیمی اداروں کے نصاب اور طرز تعلیم میں یورپ اور امریکہ کی تقلید کی بجائے اسلامی حدود کی رعایت ضروری ہے، تاکہ ان اداروں سے ایک اچھا مسلمان ماہر فن برآمد ہو۔

تمام تعلیمی ادارے چلانے والوں، حکومت اور والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے اور ملک و قوم کی نسل نو پر رحم کھا کر ان کو تعلیم کے نام سے اس امریکی یلغار اور دیگر نام نہاد مغرب اخلاق، مغرب اعمال اور مغرب عقائد تعلیم اداروں سے بچایا جائے۔ اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت یورپ اور امریکہ کے رحم کرم پر نہ چھوڑیں۔ ان کی مخلوط تعلیم، مخلوط ماحول اور مذہب بے زار زندگی کی وجہ سے تباہی اپنی آنکھوں سے سب دیکھ رہے ہیں۔ ان کے مختلف ادارے خاص کر تعلیمی ادارے اب مسلمان ماہرین تعلیم چلا رہے ہیں۔ اب وہ ایسی تباہی والی زندگی سے واپسی کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ہمارے نام نہاد، مرعوب اور ان کے مقلد مسلمان اب بھی ہر چیز میں ان کی تقلید کو ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ ہم عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں نہ ان کی نوکریوں کے، البتہ ان اداروں میں جو شرعی حدود پامال ہو رہی ہیں، ان کی پابندی ضروری ہے۔ اسلامی اصولوں کی پابندی کی آواز مختلف مثبت طریقوں سے ہر زمان اور ہر مکان میں ہم نے لگائی ہے، اب بھی لگائیں گے اور آئندہ بھی لگائیں گے۔ کوئی عمل کرے یا نہ کرے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کے استیوں میں  
مجھے ہے حکم ازاں لا الہ الا اللہ

خوفزدہ نیویارک (بقیہ صفحہ ۴۰ سے)

حقوق کی آواز بلند کرتا ہے۔ ہر سال ہزاروں ہم جنس پرست مرد اور خواتین 57 سال پہلے ہونے والے معمولی تشدد کو یاد رکھتے ہیں۔ اسی شہر کے محلوں میں اس امریکی فوجی یونٹ کے آفسران بھی محو عیش ہیں جنہوں نے رشید دو ستم کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر دشت لیلیٰ کا قتل عام کیا تھا۔ فقہہ ایونیو سے ہم جنس پرستوں کی پریڈ شروع ہوتی ہے اور اب اسی جگہ پر امریکا کا نو منتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ رہتا ہے۔ سیکورٹی کے نام پر سڑکیں بند ہیں اور علاقے کے لوگ پریشان، رات گئے اس کے ٹرمپ ٹاور کے سامنے کھڑا میں سوچ رہا تھا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں اس نے امریکا کے میڈیا کے بڑے بڑے اسکروں اور کرتا دھرتاؤں کو بلا کر کہا تھا کہ آج میں دنیا کے جھوٹوں کے سب سے بڑے جھوم کے درمیان کھڑا ہوں۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا سچ کیا ہے، اس کا سچ یہ ہے کہ امریکی سفید قام عیسائی ہر سیاہ قام، ہسپانوی، مسلمان اور یہاں تک کہ آزاد خیال، معاشی طور پر خود مختار عورتوں سے بھی نفرت کرتا ہے۔ اس نفرت کا اظہار اس کی جیت ہے اور اس کی جیت سے پورا نیویارک شہر خوفزدہ ہے۔

محترمہ عامرہ احسان  
معروف کالم نگار

## سقوطِ حلب پر عالم اسلام کا سکوتِ مرگ

سوشل میڈیا نے دنیا بھر کے مناظر دو انگلیوں کی دسترس میں دے دیے ہیں۔ بدترین ایسے، عیش و طرب، عالمی سیاست کے سارے رنگ، بھانت بھانت کی بولیاں، اعصاب شکن مناظر نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے حلب کے ہیں۔ عرب اور پوری مسلم دنیا کی ناکامی کے امد و ہناک مناظر..... خونچکاں مناظر..... بمباریوں اور فوجی لشکر کشی کے بعد جان بچا کر نکلنے والے مسلمان شہری، کمبلوں اور سامان سے بھی محروم کیے گئے ہیں۔ برفباری، بارش، شدید سردی میں بے یار و مددگار عورتیں بچے، بوڑھے، مریض۔ دنیا امدھی گوگی بھری بنی بیٹھی ہے۔ حلب کی تباہی پر مہر اختتام ثبت ہو گئی تو ضمیر کے منہ میں نکال دینے کو، پر سادینے کو نہ کٹائی طور پر اسفل ٹاور کی پتیاں بجھا دی گئیں۔ جب تسلی ہو گئی کہ حلب کے شہریوں کی زندگیوں کے چراغ گل ہو گئے! پیرس، لندن، ایسٹر ڈیم، کوپن ہیگن، اوسلو میں مظاہرے ہوئے۔ ویسے ہی درشنی جمہوری مظاہرے جن کے بعد عراق پر حملہ کر کے اسے جس نہس کیا گیا تھا! حلب کی بربادی پر مظاہرے ہو گئے، اب شہریوں کا پرسان حال کوئی نہیں۔ نہ کوئی اقوام متحدہ، نہ عالمی چودھری، نہ جینوا سے جنگی جرائم کے خلاف بھاشن دیتے لمبے چوڑے عالمی قانونی ڈھکوسلے۔

حلب ہے، اس میں ایرانی جرنیل کی قیادت میں جاری فوجی آپریشن ہے۔ شامی فوج تو نہ ہونے کے برابر ہے، ایرانی، عراقی، لبنانی، افغانی اور پاکستانی جنگجو ہیں جو بٹار الاسد کی بٹا کی جگہ لڑ رہے ہیں۔ (راہن ٹیمین۔ الجوزیرہ) آرتھوڈوکس (قدامت پسند) عیسائی پیٹن ایران کے ہمراہ حلب کی فتح کا جشن منا رہا ہے۔ (یاد رہے کہ آنجہانی روسی سفیر کی آخری مذہبی رسومات کی ادائیگی بھی قدامت پسند عیسائی پادری نے کی ہیں) مسلمان ممالک کیا کر رہے ہیں؟ آئیے دیکھیں! حلب کے دھوئیں (آتش زنی، بمباری اور آہوں کراہوں کے دھوئیں) بہتے خون، بارود کی بو، معصوم بچوں کی لاشوں کے مناظر ہٹا کر دئی آئیے۔ یہاں کرمس کی ریکارڈ توڑ تیاریاں جاری ہیں۔ کرمس؟ مسلمان ملک میں؟ عیاذاً باللہ! اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کے بھیا تک شرکیہ تصور پر صاد کرنا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کے

ساتھ صلح نامہ دستخط کیا تو اس کی یہ شق تھی: ”وہ اپنے شعائر دینی اپنے عبادت خانوں میں بندہ کر انجام دیں گے۔ باہر لا کر (جلوس کی صورت) مسلم معاشرے کے لیے پابندی اذیت نہیں بنیں گے۔“ پورے پاکستان میں مذہبی یک جہتی کے نام پر کرسٹن ٹرین چلائی حکومت، کاش! سورۃ مریم پڑھ لیتی: ”قریب ہے آسمان پھٹ جائے۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس قول کی وجہ سے کہ وہ وطن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھیں۔“ (مریم: ۸۸-۹۳)

پوری دنیا مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرے اور ہم ۱.۵ فیصد اقلیت کی خاطر ہمایاک شرک مسلم قوم پر مسلط کریں؟ علماء کہاں ہیں؟ ادھر ابولکھنوی میں اونٹوں کا مقابلہ حسن بھی ہو رہا ہے۔ (آپ صرف اسی پر شکر کر لیجئے کہ خواتین کا مقابلہ حسن نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو کیا کر لیتے!) اعزاز پانے والے اونٹ کے مالک کو کروڑوں درہم کی انعامی رقم اور قیمتی گاڑیاں دی جائیں گی! رنگ میں بھگ ڈالنے کو فلسطینی انقلابی یاسین صالح نے کہا ہے: عرب ممالک فلسطین پر ناکامی کا منہ دیکھنے کے ۶۵ سال بعد اب شام کوروس سے نہ بچا پانے کے ذمہ دار ہیں۔ دہئی ہی میں پاکستان کے امراء و رؤسا کامیکہ بھی ہے، ذرا ملاحظہ ہو۔ قریب ہائے شادی خانہ آبادی تو نہالان سیاستدانان پاکستان! سکنگول بدست، ملک اجاڑ کولیشن سپورٹ فنڈ کا بھکاری مسکین وطن عزیز! وہاں دو شادیاں، حلب کے عقب دہئی میں جاری و ساری ہیں۔ جن میں دہئی، لندن، یورپ، امریکا، کینیڈا و دیگر ممالک سے اہم شخصیات مدعو ہیں۔ دونوں حضرات ایم کیو ایم سے وابستہ رہے ہیں۔ گورنری کے طویل ترین حزمے لوٹ کر دہئی جانے والے عشرت الہاد اور سلیم شہزاد، بھاری بھر کم ہوٹلوں میں بھاری بھر کم شادیاں جو حلب بھلا دینے کو کافی ہوں۔

آگے چلئے۔ وہ جو سیکرٹری خزانہ بلوچستان اور فرنٹ مین کا کروڑوں روپے اور ہیرے جواہرات کی برآمدگی کا اسکینڈل تھا۔ مبارک ہو کہ اس میں سے ۲ ارب نیب کو دے کر وہ چھوٹ جائیں گے! بھاگتے چور کی انگلی تو ملی نا! پاکستان کو یہ سارے انگلی پوش بنا کر دہئی جا بیٹھیں گے! ایک ہی دن کی خبروں میں ایک ہی صفحے پر اگلی کرپشن کے اعداد اتنے زیادہ تھے کہ راقمہ کے کمزور حساب میں سامنے والے ہی نہ تھے۔ سادہ معصوم خبر یہ ہے کہ وزارت خارجہ حکام نے کشمیر کا فنڈ عیاشیوں میں اڑا دیا۔ حنا ربانی کھر اور نواب زادہ حماد خان غیر قانونی ٹریڈنگ الاؤنس لیے رہے۔ گاڑی کے ٹائروں پر 20 لاکھ خرچ آیا۔ (غلط اعتراض ہے۔ وزیر خارجہ کی گاڑی تھی گدھا گاڑی تو نہ تھی!) ادھر بی آئی اے کے ۵ بونگ ملیاروں کی خریداری غیر شفاف نکلی! (یہ بھی کوئی خبریت اپنے اندر نہیں رکھتی۔ شفاف ہوتی تو خبر فنی) پرویز مشرف بھی حد کرتے ہیں۔ بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی! اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کتاب لکھ کر سارے اعتراف



کیے تھے۔ عرب و دیگر شہریوں کا ۵ ہزار ڈالر فی کس لے کر امریکا کے ہاتھ پہنچنا۔ گوانتا نامو بے کے منجروں کی آبادی فراہم کرنا نیز بہت کچھ اور بھی..... ناگفتنی..... اب وہ مقدمہ قتل میں مطلوب، آئین سے عداری کے مقدمے میں مطلوب ہیں اور اس کے باوصف خود ہی راز کھولا۔ فرماتے ہیں راجیل شریف نے ہالائے بالاتر انہیں باہر بھجوا دیا۔ ان کے بیان میں حکومتی، عدالتی پردہ نشینوں کا تذکرہ آگیا اور ہاہا کار بچ گئی۔ قوم تو یوں بھی لکیر پیٹنے کی عادی ہے۔ بیٹھ کر انتظار کرتی ہے۔ سانپ کے گزرتے ہی سارے دانشور ایک جہج پر بیٹھ کر لکیر پیٹنے لگتے ہیں۔ سو پیٹ رہے ہیں۔ اب راجیل شریف کے تشریف لے جاتے ہی ٹرکوں پر سے تصویریں بدلی جائیں گی۔ کل تک جس کے بغیر آسکین سلب ہو رہی تھی، اب اس کے جاتے ہی کبھی کبھی کو سوجھنے لگا۔ آئین اور عدالتوں کی حرمت پر بھی آنچ آنے لگی۔ راجیل شریف کے خود نمائی، خود پرستی کے دلدادہ ہونے کا بھی یکا یک پتا چل گیا! جب ہسپتال میں کمرزدہ لیٹے کراہتے پرویز مشرف جہاز کی سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے، دئی پکچے ہی فوری افاقہ ہو گیا تھا۔ امریکا پکچے تک قابلِ رقص ہو گئے تھے، اس وقت ملک کے ہی خواہ، تجزیہ نگار، محققین منقار زیر پر کیوں تھے؟ راز کی یہ بات تو خانہ نشین راقمہ تک کو معلوم تھی۔ آپ کو تو بجلیاں خبر دیتی تھیں، معترض نہ ہوئے! بس ایک حدیث ملک کے پورے مناظر کے پیچھے چلتی نظر آ رہی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ساتھ چار ہاتھا۔ آپؐ نے فرمایا: ”میں اپنی امت کے اوپر دجال کے علاوہ ایک اور چیز سے ڈرتا ہوں۔“ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے اس بارے سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ”گمراہ کرنے والے قائدین“ (مسند احمد) پرویز مشرف کے حوالے سے عدل کی کیا توقع۔ عالم تو یہ ہے کہ مظہر فاروق کو 24 سال بعد انصاف دیا تو کہا فوری رہا کر دیں، بے گناہ ہے! (جوانی گلا دی!) اسی طرح ایک اور قیدی بھی تقریباً اتنی ہی طویل قید کاٹ کر انتقال کر گیا تو پس مرگ عدالت نے بھی پروانہ رہائی بے گناہی کا اعلان کر کے جاری کر دیا۔ (اب شاید کبیرین اور کرمانا کاتبین کے استفادے کے لیے جاری کیا!)

المیہ ہائے پاکستان کی فہرست طویل ہے۔ تاہم ہمارے لیے، روشن خیال نو واردانِ نظریاتی مملکتِ خدا داد پاکستان کے طریقے ہیں، مثلاً بادشاہی مسجد کا منظر، پہلے دھچکا لگا کہ کوئی فیشن شو ہو رہا ہے، ڈراما فلمایا جا رہا ہے؟ بعد ازاں پتا چلا کہ یہ نکاح کی تقریب ہے۔ ماڈل گرل، ایکٹریس عروہ اور بینڈ باجے والے فرحان کی اہٹل ناور کے سائے میں منگنی ہوئی تھی۔ بادشاہی مسجد کو گر جا سمجھ کر نکاح کی تقریب وہاں کر لی۔ علماء سے درخواست ہے کہ اس امر پر نظر ثانی فرمائیں کہ مساجد کا تقدس اور حرمت نامناسب

لباسوں سے پامال کرنے، سیلفیوں، تصویر کشیوں کے بیہودہ مناظر تخلیق کرنے کی یوں کھلی چھٹی نہ دی جائے۔ اس شادی کی سینکڑوں حیا باختہ تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جن کی مہذب آنکھ متحمل بھی نہیں ہو سکتی۔ ہر جگہ جانے کے آداب و لوازم ہوتے ہیں۔ یہی حشر فیصل مسجد کا بنا رکھا ہے۔ خواتین کو فقہی احکام مسجد میں قدم رکھنے کے مطہوم نہیں۔ اسے یقینی بنانا حکومت، وزارت مذہبی امور اور علماء کا کام ہے۔ اس جہالت کا سد باب کرنا ہوگا۔ اگر دعویٰ دیگر مسلم ممالک میں مساجد میں اوڑھنیاں رکھی ہوتی ہیں اور خواتین ان کا التزام کرتی ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟

عجب ہے سرکشی کا ایک عالم ہر طرف اب تو  
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں میں وہ نقشِ کہن اپنا

(شکریہ روزنامہ اسلام)

## خوشخبری

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی

کے مایہ ناز خطبات کا مجموعہ

اصلاحی خطبات مکمل 23 جلدیں عام قیمت: 8050

خطبات عثمانی مکمل 6 جلدیں	عام قیمت: 2100
فقہی مقالات مکمل 6 جلدیں	عام قیمت: 2100
اصلاحی مجالس مکمل 7 جلدیں	عام قیمت: 2100
الولایۃ شرح الوفاۃ مکمل 4 جلدیں	عام قیمت: 1550
خانمدانی اختلافات اور ان کا حل	عام قیمت: 150
شرح قراءۃ الراشدۃ	عام قیمت: 100

## میمن اسلامک پبلشرز

محمد شہود الحق کلیانوی (مدیر کل نیوز)

عبداللہ میمن (چیرمان)

0313-9205491

0331-2420100



اور یہ بھی ایک حقیقت ہے اور تہذیب انسانی اس بات کی گواہ ہے کہ کتب خانے ہمیشہ سے تحریری اور غیر تحریری مواد کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہیں، تہذیب انسانی اپنی منفرد تہذیب و تمدن کے فروغ اور انسانی عقل و دانش کے ارتقاء میں کتب خانوں نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ہی کی بدولت علوم و فنون نہ صرف زیادہ پھیلا ہے بلکہ جدید ترین سائنسی اور مشینی ترقی ان ہی کی مرہون منت ہے۔ انسان کافی ہے لیکن اس کی صلاحیتیں، اس کا علم، اس کے خیالات و نظریات جو اس نے اپنی زندگی سے حاصل کئے ہیں انہیں تحریری صورت میں آئندہ آنے والی نسل انسانی کی رہنمائی، بہتری اور ترقی کے لئے قلمبند کیا، یہ سب علمی سرمایہ دنیا کے گوشے گوشے کے کتب خانوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے گا، یعنی وہ عمارت کتب خانہ کہلاتی ہے جہاں کتابوں کے ذخیرے ایک غیر معمولی ترتیب اور مقررہ ضوابط کے تحت اس بہترین طریقے سے آراستہ ہوں کہ اس سے استفادہ کرنے میں نہ تو کسی قسم کی زحمت اٹھانی پڑے اور نہ ہی وقت کا نقصان ہو۔

گزشتہ ادوار میں لاتعداد کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری و ساری ہے، ان میں سے بے شمار کتب ایسی ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ تالیف ہو چکی ہیں اور عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں تاہم بیشتر کتب اب بھی اصل صورت میں پاکستان اور ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانوں میں محفوظ ہیں لیکن ان کتب کو تالیف قرار دیکر ان تک عوام الناس کی رسائی کو مسدود اور محققین کی رسائی کو محدود بنا دیا گیا ہے، لیکن علمی تحقیق کا تقاضا ہے کہ ان کتب تک خواص و عوام کی رسائی کو نہ صرف ممکن بنایا جائے بلکہ یہ رسائی سہل ترین ہو تاکہ تعلیم و تعلم اور تحقیق و تدقیق کی راہیں مسدود نہ ہوں اسی فکر کی جدوجہد میں انٹرنیٹ سے منسلک ہوتے ہی ہمارا واسطہ لاتعداد ڈیجیٹل لائبریریوں سے پڑتا ہے، جو برقی کتب کی مقبولیت کے نتیجے میں وجود میں آئیں یہ ای لائبریری (E-LIBRARIES) بھی کہلاتی ہیں ان برقی مکتبوں میں لاکھوں کتابیں دستیاب ہیں، جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انٹرنیٹ آرکائیو (Internet Archive Library) نامی ایک برقی لائبریری میں تیس لاکھ کے قریب کتابیں موجود ہیں، جبکہ یونیورسل ڈیجیٹل لائبریری (Universal Digital Library) اور اوپن لائبریری (Open Library) میں دس دس لاکھ کتابیں پڑھنے کے لیے دستیاب ہیں، گوگل بکس (Google Books) اور پراجیکٹ گٹنبرگ (Project Gutenberg) نام کی لائبریریوں میں بھی لاکھوں کتابیں مل جاتی ہیں کئی لاکھ عربی کتابوں پر مشتمل المکتبۃ الشاملة، المکتبۃ الوقفیہ وغیرہ بھی ان برقی لائبریریوں میں سے ایک ہے، نہ صرف یہ بلکہ ان لائبریریوں میں کتابوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، اسی سلسلہ کی ایک حسین کڑی مولانا حافظ ذیشان صاحب چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ (فاضل جامعہ مدنیہ جدیدہ، لاہور) کا مکتبہ جبریل بھی ہے مولانا ذیشان

صاحب آج سے دس برس قبل اپنے طالب علمی کے زمانہ سے ہی ایک ایسا علمی مشغلہ اختیار کیا جو مستقبل کے لیے نہایت اہمیت کا حامل اور جدید عصری تقاضوں کے عین مطابق اور بروقت تھا وہ بڑی پابندی سے اسباق میں حاضر رہتے اور خاموشی اور لگن کے ساتھ عصری دوڑ میں حصہ دار رہتے، بے سرو سامانی کے باوجود اردو دینی کتب اور دیگر دینی مواد کے ضخیم ذخیرہ کی ڈیجیٹل شکل میں منتقلی کے عظیم کام کا بیڑا انہوں نے تنہا اپنے سر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بڑا کام لینا تھا اس لیے ان کے دل و دماغ کو پوری طرح اس طرف متوجہ کر دیا اور اس عمل کا آغاز اردو دینی کتب کے حوالے سے پوری دنیا میں پہلی بار اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کر دیا اس کام کی پہلی اینٹ رکھنے کا اعزاز عزیزم مولانا ذیشان صاحب چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ کو نصیب ہوا، چار پانچ سال قبل اللہ تعالیٰ کی حرید مدد شامل حال ہوئی کہ اس کام کو فنی ماہرین کی اضافی خدمات بھی حاصل ہو گئیں اور "مکتبہ جبریل" کے نام سے پہلے سے بہتر انداز میں ترقی کا سفر شروع ہوا۔

### مکتبہ جبریل کی خصوصیات

یہ مکتبہ اردو کتب کا سب سے بڑا اور نہایت کارآمد سوفٹ ویئر ہے جس کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

☆ اس میں المکتبۃ الشاملۃ کی طرز پر تفسیر، حدیث، فقہ، فتاویٰ، ادب، تاریخ اسلامی و دیگر علوم و فنون کی متعلقہ کتب کے عکسی صفحے (پی ڈی ایف فارمیٹ) میں موجود ہیں اور ایک ہزار کے قریب کتب یونیکوڈ (قابل تعین و قابل تلاش) مواد کی صورت میں موجود ہیں اس میں کتاب کی تلاش کے تینوں طریقے (کتاب کے نام، مصنف اور عنوان کے اعتبار سے) نہایت آسان کر کے ڈیجیٹلائز (Digitalis) کئے گئے ہیں جس سے ہزاروں نتائج میں سے مطلوبہ کتاب تک با آسانی رسائی ممکن ہے۔

☆ سافٹ ویئر میں موجود مذکورہ تقریباً ایک ہزار یونیکوڈ کتب کی کسی بھی اردو اور عربی عبارت تک تلاش کے ذریعے با آسانی پہنچا جاسکتا ہے، بلکہ ایک مضمون کو مذکورہ بالا تمام کتابوں میں بیک وقت تلاش کیا جاسکتا ہے۔

☆ کسی بھی آیت کی تفسیر تک بیک وقت سافٹ ویئر میں موجود تمام تر تفاسیر میں چند سیکنڈوں میں رسائی ممکن ہے۔ خصوصاً تفسیر پڑھانے والوں اور درس قرآن دینے والے تمام حضرات کیلئے یہ بہترین تحفہ ہے

☆ درس نظامی کی تمام کتب و شروحات سے با آسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ سافٹ ویئر سے کتاب کو نکالنے کی سہولت موجود ہے، جس سے کوئی بھی کتاب با آسانی اپنی مرضی سے دوسری جگہ یا یو ایس بی (USB) وغیرہ میں منتقل کی جاسکتی ہے

☆ کسی بھی کتاب کے کچھ مخصوص صفحات یا مخصوص مضامین کو محفوظ کر کے پرنٹ کیا جاسکتا ہے۔

☆ اس سافٹ ویئر کی اہم ترین اور حیران کن خصوصیت (جو المکتبہ الشاملہ میں بھی نہیں) یہ ہے کہ اگر کوئی محقق کسی خاص عنوان پر تحقیق کرنا چاہتا ہے اور ہزاروں صفحات کے مطالعے کے دوران اس تحقیق سے متعلقہ خاص مواد یکجا کرنا چاہتا ہے، تو وہ آسانی کر سکتا ہے، اسی طرح ایک وقت میں ایک سے زیادہ تحقیقات قائم کر کے دوران مطالعے مختلف تحقیقات سے متعلق مختلف صفحات کو مقررہ تحقیقات کے سپرد کرنا چاہے تو بہولت کر سکتا ہے، جس کے بعد ہر تحقیق سے متعلق مواد اس خاص تحقیق میں بہولت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر مسافر کے احکام و مسائل، مریض کے احکام و مسائل، جہاد کے احکام و مسائل کو یکجا کرنا چاہتا ہے اور اس غرض سے کتب فقہ کا مطالعہ کرتا ہے، جہاں متفرق طور پر کہیں مسافر کا مسئلہ مل گیا تو کہیں مریض کا یا کہیں جہاد کا کوئی مسئلہ مل گیا، دوران مطالعہ محقق یہ چاہتا ہے کہ مسافر سے متعلق مسئلہ قائم کردہ تحقیق مسافر کے احکام و مسائل کے سپرد ہو جائے، اسی طرح مریض سے متعلق مسئلہ مریض کے احکام و مسائل کے سپرد اور جہاد سے متعلق مسئلہ جہاد کے احکام و مسائل کے تحت آئے تو آسانی وہ اپنی قائم کردہ تحقیق تک متعلقہ مواد پہنچا سکتا ہے، جس سے ضبط و ترتیب نہایت آسان ہو جاتی ہے اور مطالعہ کی طرف توجہ مرکوز رہتی ہے نہ کہ یہ فکر کہ کس طرح اسے ضبط کیا جائے، نیز اپنی اسی تحقیق کو ایم ایس ورڈ MSWord فائل کی صورت میں محفوظ کر کے پرنٹ بھی لیا جاسکتا ہے

☆ اگر کوئی نئی کتاب مکتبہ میں داخل کرنا چاہے تو در آمد کے آپشن کے ذریعے شامل کی جاسکتی ہے، لیکن کوئی بھی مصنف اپنی مرضی سے اس سافٹ ویئر میں اپنی تصنیف شامل کرنا چاہتا ہے تو وہ علم دین کی ٹیم سے مشورہ کر کے شامل کر سکتا ہے

مکتبہ جبریل کی آن لائن سہولت  
الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے علم دین ویب سائٹ انتہائی قیمتی اضافوں کے ساتھ اپ ڈیٹ ہو چکی ہے جن میں اہم یہ ہیں۔

☆ مکتبہ جبریل آن لائن لائبریری باقاعدہ مطالعہ کی سہولت کے ساتھ آفیشل ویب سائٹ پر اپلوڈ (Upload) کردی گئی ہے، یعنی اب آپ کو مستند دینی کتب کے مطالعہ اور ان میں طاقت و تلاش سے استفادہ کرنے کے لیے صرف انٹرنیٹ کنکشن کی ضرورت ہے۔

☆ مکتبہ جبریل (آن لائن لائبریری) کا شجرہ احسن طریقے سے دینی علوم و فنون کے اعتبار سے مرتب شدہ فہرست میں ہے یہ وہی ترتیب جو کہ مکتبہ جبریل و غزوز میں موجود ہے۔

☆ ہر قسم کی کتاب کتاب نام کتاب، نام مصنف، نام ناشر سے اسے با آسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

- ☆ اب آن لائن مکتبہ میں موجودہ کتب یونیکوڈ (Unicode) اور پی ڈی ایف (PDF) دونوں صورتوں میں مطالعہ کی جاسکتی ہے، اسی طرح تلاش کے نتائج بھی دونوں طرح کی کتب سے مطالعہ کیے جاسکتے ہیں
- ☆ مطالعہ سے پہلے کتاب کی تفصیلی معلومات دیکھی جاسکتی ہیں تاکہ کوئی وقت نہ اٹھانی پڑے
- ☆ کتاب کے عناوین کی فہرست کتاب کے ساتھ موجود ہے تاکہ متعلقہ موضوع تک پہنچنا مطالعہ کے وقت آسان ہو۔

- ☆ پی ڈی ایف (PDF) کتب کی ڈاؤن لوڈ ممکن ہو چکی ہے، اب اپنی ضرورت کی ایک یا اس سے زیادہ کتب کی پی ڈی ایف (PDF) فائلیں علم دین ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔
- ☆ تلاش کی قوت میں پہلے سے کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔
- ☆ نئی شامل کردہ کتب کی سہولت کے ذریعے مکتبہ میں اضافہ شدہ نئی کتب کے بارے میں باقاعدگی سے خبر ملتی رہے گی۔

- ☆ مکتبہ کے اعداد و شمار کے ذریعے مکتبہ میں موجودہ کتب کا طائرانہ جائزہ ممکن ہوگا۔
- ☆ ڈاؤن لوڈ بیج کی ترمیم نو، جس میں مکتبہ جبریل وٹروز کا خالی نسخہ فراہم کیا گیا ہے تاکہ مخصوص کتب کا ڈاؤن لوڈ ممکن ہو سکے مکتبہ جبریل وٹروز میں اور تازہ ترین مکمل نسخہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں بھی فراہم کیا گیا ہے تاکہ کم رفتار انٹرنیٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ با سہولت رہے۔
- مکتبہ جبریل ورژن 2 میں اہم فیچرز: انڈیکس کی سہولت

مفہر مس اور گولڈن ڈکشنری فتاویٰ استعمال کرنے والے احباب جانتے ہیں کہ ان دو مکتبات میں ایک خوبی یہ ہے کہ ان میں تلاش کے وقت ایک تو تجاویز آتی ہیں جس کی مدد سے تلاش کے لیے الفاظ کے انتخاب میں بہت سہولت ہو جاتی ہے اور دوسرا تلاش کے نتائج لمحہ بھر میں سامنے آ جاتے ہیں، الحمد للہ مکتبہ جبریل وٹروز ورژن 2 میں انڈیکس کی خوبی شامل کی گئی ہے (یہ خوبی المکتبہ الشاملہ میں داخل نہیں فی الحال) مکتبہ کی رپورٹ حاصل کرنا: جیسے المکتبہ الشاملہ میں مکتبہ کی کتب کی رپورٹ حاصل کی جاسکتی ہے، اسی طرح کی سہولت مکتبہ جبریل میں اضافہ کی گئی ہے جس کی مدد سے کسی خاص فن، مجموعے یا پھر پورے مکتبہ کی رپورٹ حاصل کی جاسکتی ہے اس سہولت کا فائدہ خاص طور پر ان حضرات کو ہوگا جو کہ ڈیجیٹل چیزوں کی جامعیت سے واقف نہیں۔ ان کے سامنے جب یہ لسٹ رکھی جائے گی تو ان کے لیے اندازہ کرنا آسان ہوگا کہ کتب کی کتنی بڑی تعداد مکتبہ کے ذریعے سے حاصل ہو جاتی ہے۔

کسی تحقیق میں شامل اندراجات اور عکسی صفحات ایک ہی آپشن میں: یوں کہیے کہ اگر آپ کسی موضوع پر پی ڈی ایف (PDF) کتاب تیار کرنا چاہیں تو یہ کام ۱۰ سے ۳۰ منٹ پورا ہونے میں لے گا تقریباً ۳۰ منٹ میں آپ کی کتاب تیار اور نشر (Print) کے لیے دستیاب ہوگی

تلاش کے نتائج کی سہولت میں اضافہ: المکتبۃ الشاملۃ کی طرح اگلی تلاش کرنے پر گزشتہ تلاش کے نتائج ختم نہیں ہوں گے بلکہ اگلی تلاش کے ساتھ ساتھ پچھلی تلاش کی ونڈوز اپنے نتائج کیساتھ باقی رہیں گی جب تک کہ ان کو بند نہ کر دیا جائے۔

وقت اور فکر کی بچت: اگر آپ چند کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں اور کمپیوٹر یا مکتبہ کسی وجہ سے بند کرنا چاہتے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ جب دوبارہ مکتبہ کھولا جائے تو بند کرنے سے پہلے جو کتب کھلی ہوئی تھیں وہ تمام وہیں سے کھل جائیں تو اب یہ ممکن ہوگا۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس سہولت سے کتنا وقت اور فکر بچے گی۔ غالباً یہ سہولت المکتبۃ الشاملۃ میں موجود نہیں

ناشر سے کتاب کی تلاش: کتاب کی تلاش کے لیے پہلے کی طرح کتاب کے نام، مصنف کے نام اور زمرہ کے ساتھ ساتھ ناشر سے کتاب کو تلاش کرنے کی سہولت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتب کو کھولنا: ایک سے زیادہ کتب کو منتخب کر کے ایک وقت میں کھولا جاسکے گا۔ غالباً یہ سہولت المکتبۃ الشاملۃ میں موجود نہیں۔

مقصود کی تلاش میں سہولت: قرآن کریم کی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارتوں کی تلاش بہت آسان ہو جائے گی۔ جیسے پہلے ذکر کیا گیا آپ اگر یہ دیکھنا چاہیں کہ جو الفاظ آپ کے ذہن میں موجود ہیں ان سے آپ کو نتائج ملیں گے یا نہیں تو اس کا اندازہ آپ کو تلاش کے الفاظ داخل کرتے ہوئے ہی ہو جائیگا شجرہ پر فلٹر کی سہولت: المکتبۃ الشاملۃ کی طرح کتاب اور کھلی ہوئی کتاب کے عنوان میں کسی خاص لفظ کو فلٹر کرنے کے لیے کتب کے شجرہ اور کتاب کی فہرست کے شجرہ پر فلٹر کا اضافہ کیا گیا ہے

تحقیق کو ورڈ میں ایکسپورٹ کے وقت عکسی صفحات کے سائز کا اختیار: تحقیق کو مائیکروسافٹ ورڈ میں ایکسپورٹ کرتے ہوئے اس بات کی تعیین ممکن ہوگی کہ عکسی صفحہ کا سائز کیا ہونا چاہیے۔

لغات سیکشن کا اضافہ: مکتبہ کے اندر ہی لغات کا سیکشن بنایا گیا ہے جس کی مدد سے لغت کی ضرورت کافی حد تک مکتبہ ہی میں پوری ہو جائے گی۔ یعنی قاموس الوحيد، مصباح اللغات، المنجد وغیرہ اردو عربی اور عربی اردو لغات جو گولڈن ڈکشنری وغیرہ میں استعمال ہوتی رہی ہیں وہ اب مکتبہ جبریل میں ہی رہتے ہوئے استعمال کرنا ممکن ہوگا۔



دوسری مثال: خراب۔

اس طرح لکھنے پر یہ تمام الفاظ تلاش کے نتائج میں ظاہر ہوں گے۔

خرابی، خرابیاں، خرابیوں۔ وغیرہ۔

ایک ہی تلاش میں ایک سے زیادہ الفاظ ان علامات پر مشتمل لکھے جاسکتے ہیں۔

مثال: روز، خراب۔

مکتبہ جبریل اینڈ راینڈ موبائل ورژن (Android Mobile Version)

عقرب ان شاء اللہ مکتبہ جبریل اینڈ راینڈ موبائل ورژن میں اپنی تمام تر سہولیات جو ونڈوز ورژن میں موجود ہے دستیاب ہوگا۔ باقی تفصیل پڑھنے کے لیے مکتبہ جبریل کی ویب سائٹ پر جائیں یا اس کا فیس بک لنک بھی وزٹ کیا جاسکتا ہے۔

ویب سائٹ : <http://www.elmedeen.com>

فیس بک پیج : <https://www.facebook.com/maktabajibreel>

استعمال کا طریق کار جاننے کے لیے یوٹیوب چینل:

[www.youtube.com/maktabajibreel](http://www.youtube.com/maktabajibreel)

نوٹ : اس پروجیکٹ میں معاون نہیں اگر آپ مصنف ہیں تو اپنی کتب ارسال کر کے (خصوصاً یونیکوڈ یا ان پیج میں)، اگر آئی ٹی سے جڑے ہوئے ہیں تو فنی خدمات پیش کر کے، ٹائپنگ پروجیکٹ میں حصہ لے کر، (اگر آپ اپنی زندگی میں سے ایک منٹ بھی فارغ کر سکتے ہیں تو آئیے مستند دینی کتب کی آن لائن ٹائپنگ کیجیے آپ کا یہ ایک منٹ بھی آپ کے لیے عظیم صدقہ جاریہ اور ثواب کا باعث بن سکتا ہے)، اگر صاحب حیثیت ہیں تو مالی معاونت کر کے، تشہد کے ذریعے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متوجہ کر کے، خصوصی دعاؤں اور توجہات میں یاد رکھ کر اس نیکی کے کام میں حصہ لے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ علم دین فہم اور تمام معاونین کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کاوش کو پوری امت اور انسانیت کے لئے نافع بنائے (امین)

نوٹ: آئندہ الحق رسالہ قارئین کو بذریعہ وی بی ارسال نہیں کیا جائیگا، براہ کرم سالانہ ماہنامہ الحق زر تعاون بذریعہ مئی آرڈر 350/- روپے بنام دفتر ماہنامہ الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو ارسال فرمائیں اور خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی ضرور تحریر کریں (رابطہ نمبر 03159983366 جناب ٹارمہ)

## افکار و تاثرات بنام مدیر

خدمتِ قرآن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان

۲۰ جنوری ۲۰۱۶ء

### مقدس اوراق کی حفاظت

بخدمت جناب حضرت مولانا مسیح الحق صاحب زیدت مجدد مہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی! آپ کے علم میں ہے کہ ملک بھر میں مقدس اوراق (اسمائے حسنیٰ، قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت زیادہ بے حرمتی ہو رہی ہے ان مقدس اوراق، شہید و ضعیف قرآنی نسخہ جات کو محفوظ کرنے کا ملک بھر میں نہ ہی سرکاری طور پر کوئی انتظام ہے اور نہ ہی سماجی، مذہبی، سیاسی سطح پر کوئی منظم انتظام ہے۔ ادارہ خدمت قرآن ٹرسٹ پاکستان جو کہ حکومت پاکستان سے منظور شدہ ادارہ ہے ملک بھر میں

(۱) عوام کو بذریعہ پروگرامات، میڈیا، لٹریچر اس غفلت سے بیدار کر کے اس اہم فریضے کی ادائیگی کا احساس پیدا کرنا چاہتا ہے۔ (۲) حکومت سے قرآن مجید کی طباعت اعلیٰ کوالٹی (کم از کم ۸۰ گرام) پیپر پر کروانے کا بل منظور کروانا چاہتا ہے۔ (۳) حکومت سے تمام پیپر ملز پر عام ردی اوراق کے ساتھ شہید و ضعیف قرآنی نسخہ جات ری سائیکل کرنے پر پابندی کا بل منظور کروانا چاہتا ہے۔ (۴) ملک بھر کے ہر ضلع میں ادارے کے لئے تقریباً ۲ سے ۵ کنال رقبہ لے کر قرآن محل بنا کر اس ضلع کی تمام مساجد و مدارس، سکول و کالج، شہر و مضافات کے مقدس اوراق شہید و ضعیف قرآنی نسخہ جات کو جمع کرنے اور کونٹینر کھود کر ان کی تدفین کرنے کا منظم انتظام کرنا چاہتا ہے۔

جناب اقدس سے التماس خدمت ہے کہ اگر آپ اوراق مقدسہ کے تقدس کیلئے شرعی اور قانونی طور پر ادارے کی اس ترقیب کو بہتر سمجھتے ہیں تو ان کوششوں میں تعاون فرمائیں اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(۱) ادارے کو اس کام کی تحریری اجازت مرحمت فرمائیں

(۲) ادارے کی مکمل سرپرستی فرمائیں۔

(۳) اسمبلی سے بل منظور کروانے میں ادارے کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

امید ہے کہ جناب اقدس ادارے کی اس درخواست کی منظوری صادر فرما کر ملک بھر میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ کے تقدس کیلئے ادارے کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

جزاک اللہ العارض انتظامیہ: خدمت قرآن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان

قاری محمد شاہ عفا اللہ

## ”خطبات مشاہیر“ روحانی نعمتوں کا خوانِ یغما

بخدمت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب، دامت برکاتکم مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حراج گرامی!

”خطبات مشاہیر“ کی تیسری جلد میرے سامنے ہے۔ واقعی یہ جلد علمی روحانی، فکری اور نظری نعمتوں کا ایک خوانِ یغما ہے، اس جلد میں جن اکابرین کے گہائے رنگارنگ کو جمع کیا گیا ہے، یہ وہ پھول ہیں جن پر بہاری بہار رہے گی ان کو خزاں کی کبھی ہوا تک بھی نہ لگے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے اس ایک ہی جلد میں میری تمام زندگی کی بہاروں کو سمیٹ لیا ہے، مشاہیر علماء کرام میں سے جن کی تقاریر کو اس جلد میں جمع کیا گیا ہے صرف امیر شریعت حضرت اقدس سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب تاجک رحمہ اللہ کی زیارت سے محرومی رہی، باقی تمام اساطینِ علم و معرفت کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ بعض حضرات کی زیارت ایک بار اور اکثر حضرات کی زیارت سے بار بار ہوتی رہی اور ان کی مجالس میں حاضری اور انکی زبان فیض ترجمان سے سلوک و تصوف، تعلیم و تزکیہ، وعظ و ارشاد، شریعت کے اسرار و حکم سن چکا ہوں۔ الحمد للہ تم الحمد للہ آپ نے ان گل ہائے رنگارنگ کو شائع کر کے اردو خوانوں پر عظیم احسان کیا ہے۔ جزاک اللہ خیرا

فقط والسلام

قاری محمد شاہ عفا اللہ

مہتمم جامعہ سیدہ فاطمہ الزہراء مراد پور تحصیل و ضلع مانسہرہ

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء

جناب اشرف علی مروت، ایبٹ آباد

وہ دور جانے والی تیرے مرقد پر صد رحمت ہو: (رفیقہ حیات کی یاد میں)

انگوہم سے پھڑے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں، وقت بذات خود ایک ایسا لطیف مرہم ہے جو انسان کے بڑے بڑے دلخراش اور اعدو ہناک واقعات کو ملیا میٹ کر دیتا ہے، مجھ ناچیز بلکہ سارے خاندان کو صرف احساس ہے کہ یہ واقعہ چند ایام ہوئے کہ ظہور پذیر ہوا ہے، میری اہلیہ مرحومہ کو دو سال قبل کچھ تکلیف ہوئی

معمول کا علاج نیوروسرجن اور دوسرے ڈاکٹروں سے جاری تھا، آخر یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا کہ جگر کا کینسر ہے، اور ٹریٹمنٹ سٹیج بھی آخری حدود کراس کر چکی۔ بہر حال علاج سنت طریقہ ہے، اس کو ”الشفا“ ہسپتال اسلام آباد شفٹ کیا گیا، لیکن ڈاکٹروں کی پوری ٹیم شب و روز محنت کے باوجود اس کو موت کے خونین چنگل سے نہ چھڑا سکی، موت یقینی ہے، جس کا سب انسان چاہے مسلمان ہوں یا مشرک سب اقرار کرتے ہیں لیکن الحمد للہ موت سے قبل مرحومہ مغفورہ نے مجھ سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی درخواست کی اور میرے پیچھے دو مرتبہ اس نے کلمہ کا ورد کرتے ہوئے جان آفرین کے سپرد کیا۔ یہ سب جمعہ بوقت عصر ۱۱۳ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو ہوا۔ اسکو دوسرے دن اپنے آبائی قبرستان میں دفنایا گیا، میرے بیٹے حافظ فرحان علی کا بیان ہے کہ جوں ہی جسد خاکی کو لحد میں رکھا گیا، اس کا چہرہ خود بخود قبلہ کی طرف ہو گیا۔ مرحومہ نہ صرف صوم و صلوة کی پابند تھی بلکہ کئی تہجد گزار تھی، مجھ ناچیز کو بھی اٹھاتی، اور صبح اذان کی وجہ سے سارے بچوں کو نماز باجماعت کے لئے اٹھا کر تلقین کرتی، غیبت اور فضول باتوں سے پرہیز کرتی، تسبیح ہر وقت ہاتھ میں ہوتی اور ذکر اللہ کرتی، افسوس صد افسوس! ایسی اللہ والی نیک اور پاکدامن خاتون بہت کم ہوئی ہیں، اس دار جہاں میں۔

یہ ناچیز شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ جنہوں نے مرحومہ مغفورہ کے لئے دارالحدیث میں اجتماعی دعا کا اہتمام کیا اور ایصالِ ثواب کیا گیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا کا سایہ دارالعلوم پر دیر تک قائم رکھے، اور اس کی عمر، ایمان، قلم، صحت میں برکت عطا فرمائے، مولانا عبدالقیوم حقانی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے قرآن مجید کے کافی ختم کرا کے اور اجتماعی دعاؤں کا انتظام فرمایا۔ اگرچہ ہمارے بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کے دل مرحومہ کے جدائی ہو، سخت غمگین اور اب بھی زخمی ہیں لیکن ایسے منامی میسرات اور دعاؤں کا سن کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی قبر مرقد پر ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں، اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ☆☆

منبر حقانیہ سے

**خطبات مشاہیر (دس جلد)**

آپ اب گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے

رابطہ نمبر: 03459414977 - 0333-9102368

قیمت: بیع ڈاک خرچ: ۲۵۰۰ روپے

بغیر ڈاک خرچ: ۲۲۰۰ روپے

مولانا حامد الحق حقانی  
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

## دارالعلوم کے شب و روز

گورنر کے پی کے جناب اقبال ظفر جھگڑا کی مولانا سمیع الحق سے انکی رہائش گاہ پر ملاقات :  
۱۳۔ دسمبر کو جناب اقبال ظفر جھگڑا گورنر کے پی کے مولانا صاحب سے خصوصی ملاقات کیلئے گھر پر تشریف لائے، مولانا مدظلہ نے ان کو فانا اصلاحات، افغان مہاجرین کی باعزت واپسی اور خصوصاً شمالی وزیرستان کے متاثرین کی بحالی، نقصانات کے ازالہ اور دیگر امور پر توجہ دلائی، گورنر سے ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

حضرت مولانا فضل الرحمن کی حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر آمد  
۳۰ دسمبر کو حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، امیر جمعیت علماء اسلام (ف) کی حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ انہوں نے سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے حزار پر فاتحہ پڑھی، پھر حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر اہم سیاسی، قومی اور بین الاقوامی امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا، اس موقع پر حضرت نائب مہتمم صاحب کی خوشدامن کیلئے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

افغانستان کے اشرف غنی کے خصوصی نمائندہ و سفیر ڈاکٹر حضرت عمر ضاخیل وال کی آمد  
۲۱ دسمبر کو افغانستان کے سفیر برائے پاکستان ڈاکٹر حضرت عمر ضاخیل وال نے اکوڑہ خٹک آ کر جمعیت علماء اسلام اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور افغانستان کی صورتحال سمیت دیگر اہم امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور افغانستان اور پاکستان کے دوطرفہ تعلقات اور پائیدار مستحکم امن کے قیام پر دو گھنٹے تک مختلف تجاویز زیر بحث آئے۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات : دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس  
۲۸ نومبر کو دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس لاہور میں حضرت مہتمم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں سندھ اسمبلی کی غیر اسلامی اور غیر آئینی بل کو واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ قائدین دفاع پاکستان کونسل نے سندھ اسمبلی کے اس اقدام کو قرآن و سنت اور آئین سے غداری قرار دیا۔

۵ دسمبر کو بڈھ بیر پشاور میں دارالعلوم صدیقیہ ازی خیل اور دارالعلوم بڈھ بیر تشریف لے گئے جہاں مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

دارالعلوم حقانیہ کے وسیع ہال ”ایوان شریعت“ میں تقسیم انعامات کی تقریب

۸۔ دسمبر: دارالعلوم میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی جس میں ششماہی امتحان میں مختلف شعبوں اور درجات کے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔ اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ سے منسلک تمام شعبوں درس نظامی، شعبہ حفظ و تجوید، فقہ افتاء اور حدیث کے پشٹلا نریشن (تخصّص) شعبہ حقانیہ ہائی سکول شعبہ کمپیوٹر کے طلبہ موجود تھے۔ تقریب سے نائب مہتمم مولانا انوار الحق اور دیگر اساتذہ نے بھی خطاب کیا۔

تحفظ علماء و مدارس کنونشن لاہور میں شرکت

۱۸ دسمبر کو لاہور میں جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام منعقدہ ”تحفظ علماء و مدارس کنونشن“ سے خطاب کیا۔

دورہ بہاولپور و جنوبی پنجاب

۲۵۔۲۶۔ دسمبر: جمعیت علماء اسلام اس پنجاب کی دعوت پر بہاولپور اور پنجاب کے جنوبی اضلاع کا دورہ کیا، جس میں تحفظ مدارس کنونشن میں ہزاروں کارکنوں سے خطاب فرمایا جبکہ اس کے بعد بہاولپور کے بڑے مدارس جامعہ نظامیہ، جامعہ عباسیہ، جامعہ علوم قدسیہ، جامعہ مدنیہ اور جامعہ عبداللہ ابن عباس میں طلباء کے اجتماعات سے خطاب بھی کیا۔

ضلع صوابی والاہور کا سفر

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما غازی ظہیر الدین باہر کے برخوردار عبداللہ باہر کے دعوت و ولیمہ میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے اسی طرح ضلع صوابی میں سابق وزیر تعلیم مولانا فضل علی حقانی کے فرزند مولانا محبوب احمد غازی و دیگر برادران کے دعوت و ولیمہ میں شرکت کی۔

مسافران آخرت

حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی خوشدامن صاحبہ کا گزشتہ دنوں جہانگیرہ میں انتقال ہوا۔ مرحومہ ان کے ماموں زاد بھائی مولانا لطف الرحمن کی اہلیہ تھیں، مولانا لطف الرحمن نے حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں رہے تھے اور استفادہ کرتے رہے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا اور کثیر تعداد میں علماء فضلاء سیاسی زعماء نے شرکت کی۔



## تعارف و تبصرہ کتب

● علمائے دیوبند پر زیرِ علی زئی کے الزامات کے جوابات مؤلف: حافظ ظہور احمد الحسنی  
 صفحات: ۱۳۳ صفحات ناشر: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضراتِ کب  
 زیر تبصرہ کتاب ”علماء دیوبند پر زیرِ علی زئی کے الزامات کے جوابات“ میں مولانا ظہور الحسنی نے مولانا زبیر  
 علی زئی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جس میں انہوں نے علماء دیوبند کو مورد الزام ٹھہرایا  
 تھا مولانا ظہور احمد صاحب مولانا زبیر علی زئی پر اس سے قبل بھی دو کتابیں لکھ چکے ہیں، جس میں تناقضات  
 زیرِ علی زئی اور ”آثار السنن“ پر زیرِ علی زئی کے الزامات کی حقیقت شامل ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں  
 نے مولانا زبیر علی زئی کے علماء دیوبند پر لگائے گئے تمام الزامات کا بھرپور ٹھوس علمی جوابات دیئے ہیں  
 اور حقائق کی غیر جانبدارانہ نقاب کشائی فرمائی ہے طباعت و اشاعت کے تمام امور معیاری ہے صاحب  
 ذوق حضرات اس کتاب سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو عام و خاص کیلئے  
 نافع بنائے۔ آمین (مبصر: محمد اسلام خانی)

● مجلہ کرم سرپرست اعلیٰ: پروفیسر محمد ارشد

صفحات: ۳۶۰ صفحات ناشر: گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں

زیر تبصرہ مجلہ خیر پختونخوا کے ضلع بنوں کے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں کا ترجمان ہے،  
 مجلہ تین حصوں پر مشتمل ہے، ایک حصہ پشتو، دوسرا اردو اور تیسرا انگریزی میں ہے۔ موضوعات میں بھی کافی  
 تنوع ہے، ادب، سائنس، اسلامیات، پاکستانیات، اخلاقیات، سیاسیات، عمرانیات، تاریخ، تصوف،  
 نصابیات، جدید ٹیکنالوجی اور نفسیات جیسے اہم عناوین کے تحت تحقیقی اور تخلیقی مضامین شامل ہیں، مجلہ میں  
 شامل نگارشات کے موضوعاتی رنگارنگی، نگری گہرائی، اصلاحی جذبے، اسلوبیات کشش اور تحقیقی معیار کو دیکھتے  
 ہوئے یہ مجلہ پاکستان کے چند علمی مجلات کی صف میں شامل ہونے کے لائق ہے۔ پروفیسر شوکت محمود،  
 پروفیسر وہاب اعجاز، پروفیسر جاوید خان اور پروفیسر شیر ہالی شاہ اور پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الرحمن اس علمی مجلہ کے  
 نکالنے پر ہم سب کی طرف سے شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں (مبصر: صاحبزادہ عبداللہ)